امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

نقیب

ہفتہ وار

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر
مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون
مولانا رضوان احمد ندوی

جلد نمبر 64/74 | مورخہ ۲۹؍شعبان المعظم ۱۴۴۵ھ مطابق ۱۱؍مارچ ۲۰۲۴ء روز سوموار | شمارہ نمبر:11

اس شمارہ میں

■ اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
■ دینی مسائل، حکایات اھل دل
■ قرآن مجید کا ایک بھلایا ہوا حق
■ یثاق مدینہ۔ پہلا تحریری معاہدہ
■ اسلام کے عطا کردہ بنیادی حقوق
■ دین کے داعیوں کا معاشی استحکام......
■ انصاف میں تاخیر انصاف کا قتل ہے
■ اخبار جہاں، ملی سرگرمیاں، طب وصحت

جمہوریت کا کھیل فٹ بال کی مانند ہے - اس کھیل کو سمجھئے

امارت شرعیہ کے عظیم الشان خصوصی اجلاس سے حضرت امیر شریعت کا خطاب

رپورٹ: مولانا رضوان احمد ندوی

ہندوستانی مسلمانوں کو بہت سے چیلنجز کا سامنا ہے، ان کی تہذیبی وثقافتی شناخت کو مٹانے اور شعائر اسلام کو ختم کرنے کے لئے مستقل قانون سازی ہو رہی ہے، ان حالات میں ہم سب کو بیدار رہنا ہے اور اپنے ملی وجود کو برقرار رکھنے اور سیاسی مسائل کے حل کے لئے اپنے حلقہ کے نمائندگان پر دباؤ بنائے رکھنا ہے، ان خیالات کا اظہار مفکر ملت امیر شریعت حضرت مولانا سید احمد ولی فیصل رحمانی صاحب نے مورخہ 2/مارچ 2024 کو بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ اور مغربی بنگال سے تشریف لانے والے ایک منتخب اجتماع سے کیا، یہ اجلاس المعہد العالی امارت شرعیہ پھلواری شریف کے گراؤنڈ میں حضرت امیر شریعت کی صدارت میں منعقد ہوا، جس میں پانچ ہزار سے زیادہ علماء ودانشور اور سماجی خدمت گاروں نے شرکت کی، حضرت امیر شریعت نے اپنے تفصیلی خطاب میں عالمی سطح کے ملکوں کے دستور وآئین کا تجزیہ کرتے ہوئے کہا کہ پہلا دستور میثاق مدینہ ہے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے مدینہ منورہ ہجرت کر کے تشریف لائے تو یہاں یہودیوں کی آبادی چار ہزار کے قریب تھی، غیر مسلم عرب قبائل چار ہزار پانچ سو تھے اور مسلمانوں کی آبادی صرف پندرہ سو تھی، یعنی پندرہ فیصد، لیکن جب اتحاد کے ساتھ زندگی گذارنے کا معاہدہ ہوا تو آگے چل کر قیادت مسلمانوں کے ہاتھوں میں آئی اور دائرہ وسیع تر ہوتا گیا، غور کیجئے کہ ماضی میں انگلینڈ، فرانس اور امریکہ وغیرہ کے قوانین توریت وانجیل سے مستفاد ہوا کرتے تھے، لیکن جب ایک خدا بیزار قانون داں نے خواہشات کو بے لگام کرنے کی تحریک چلائی تو اس نے فطرت کے اصول سے بغاوت کی اور اخلاقیات کو از کار رفتہ تصور کیا، یہ رجحان پوری دنیا کے ممالک میں بنتا چلا گیا، چنانچہ 17ویں صدی میں ہند کے راجا رجواڑے بھی اس سے متاثر ہونے لگے، لیکن جب ہمارا ملک آزادی کی دہلیز پر قدم رکھا اور اس کے لئے دستور بنایا گیا تو یہاں کے قانون سازوں نے ہر مذہب اور طبقہ کی تہذیبی حیثیت کو باقی رکھنے کے دفعات درج کئے اس میں شیڈول کاسٹ کے لئے ریزرویشن کا بھی دفعہ رکھا گیا، لیکن اس میں صرف برادران وطن کو ہی شامل کیا گیا، بعد کے ادوار میں دستور میں تبدیلی ہوتی رہی، حضرت نے فرمایا کہ جمہوریت کے قواعد کے کھیل کو سمجھنا چاہئے، یہ فٹ بال کی مانند ہے اس میں سبھی کھلاڑیوں کو بیک وقت لگا تار دوڑ لگانا پڑتا ہے، پھر کہیں جا کر کامیابی ملتی ہے، لہذا اپنے سیاسی وجود کے لیے ووٹر شناختی کارڈ کو تیار رکھئے، الیکشن کمیشن کے ایپ پر جائیے اور ڈاؤن لوڈ کر کے رجسٹریشن کروائیے، اپنے علاقہ کے ہر آدمی کو اس سے جوڑیئے اور ایک تحریک کی شکل دیجئے، یہ ہمارا بنیادی فریضہ ہے کیوں کہ ووٹ کی اپنی ایک شرعی حیثیت ہے اس لئے آپ کو اپنی رائے دہی کا پورا حق ہے، جمہوری نظام میں اس کی بڑی اہمیت ہے، اس موقعہ پر حضرت امیر شریعت نے نہایت ہی تفصیل سے ووٹر آئی کارڈ بنوانے، انتخابی حلقوں کی حد بندیوں پر نگاہ رکھنے اور الکٹورل لیٹریسی کلب بنانے پر خصوصیت کے ساتھ توجہ دلائی اور رابطہ کے لئے شیٹ بھی فراہم کیا اور رحمانی تھرٹی کے ماہرین فن کے ذریعہ اسکرین پر طریقہ کار کو سمجھایا۔ حضرت امیر شریعت نے مرکزی وریاستی حکومتوں کے ذریعہ مدارس پر شب خوں مارنے سے پہلے علماء کو بیدار رہنے کی تلقین کی اور اسلامک ادارے کے لیے شعبہ اختصاص کے قیام پر توجہ دلائی۔ مدارس ملحقہ کے مسائل کے تعلق سے وزیر اعلیٰ سے مل کر بات کرنے کی یقین دہانی کرائی۔

نائب امیر شریعت حضرت مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی صاحب نے فرمایا کہ اسلام نے مسلمانوں کو وحدت واجتماعیت کے ساتھ زندگی گذارنے کی تعلیم دی، مگر ستم ظریفی کہئے کہ ہم مسلک ومشرب ذات وبرادری کے خانوں میں تقسیم ہو گئے، جس کی وجہ سے ہماری اجتماعی قوت کمزور پڑ گئی ہے، اور اسلام دشمن عناصر نے اس کا غلط فائدہ اٹھالیا، مولانا آزاد فاؤنڈیشن، مدرسہ بورڈ کو تحلیل کر دیا گیا، آیئے ہم سب عہد کریں کہ حضرت امیر شریعت کی قیادت وسیادت میں متحد ومنتظم زندگی گذاریں گے۔

امارت شرعیہ کے قائم مقام ناظم حضرت مولانا محمد شبلی القاسمی نے اپنے خیر مقدمی کلمات میں فرمایا کہ آپ حضرات ملت کے درد کو محسوس کرتے ہوئے ہماری دعوت پر تشریف لائے، ہم آپ کا دل کی گہرائی سے استقبال کرتے ہیں، یہاں آپ کی تشریف آوری امارت شرعیہ کی محبت وعقیدت میں ہے، بلا شبہ امارت شرعیہ نے اپنے سو سالہ مدت قیام میں مسلمانوں کی ہر جہت سے کامیاب قیادت کی ہے، اقدامی سطح پر بھی اور دفاعی محاذ کے ذریعہ بھی، اور آج بھی موجودہ امیر شریعت کی رہنمائی میں امارت شرعیہ ملت کی قیادت کر رہی ہے، اس میں آپ حضرات کا تعاون جاری رہنا چاہیے۔ انہوں نے اپنے استقبالیہ خطاب میں مسلمانوں کو صبر واستقامت کے ساتھ بلند ہمتی اور اولوالعزمی سے زندگی گذارنے کی تلقین کی اور یقین دلایا کہ امارت شرعیہ ملی مسائل کے حل کے لئے مخلصانہ اور جرأتمندانہ اقدام کرتی رہے گی۔

امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کے مرکزی دارالقضاء کے قاضی شریعت مولانا محمد انظار عالم قاسمی نے فرمایا کہ اسلام نے قیام امن کے لئے نظام عدل وانصاف کو بنیاد قرار دیا ہے اور انہیں بنیادوں میں امارت شرعیہ اور اس کے ذیلی اداروں میں 91 دارالقضاء قائم ہیں، جہاں آسانی سے انصاف مل جاتا ہے، آپ سبھی کی ذمہ داری ہے کہ آپ اپنے تنازعات دارالقضاء کے ذریعہ فیصل کرائیں۔

مولانا مفتی محمد سعید الرحمٰن صاحب قاسمی نے کہا کہ قرآن مجید میں اللہ نے جن کا جو حصہ مقرر کیا ہے انہیں ان کا حق دیا جائے، بہت سے لوگ بیٹیوں، بہنوں ودیگر صاحب حق خاتون کو محروم کر دیتے ہیں جو کہ سراسر گناہ ہے، انہوں نے سامو ہک لون کو غیر شرعی بتاتے ہوئے صاحب ثروت سے کہا کہ وہ غریب عورتوں کی مالی کفالت کے لئے متبادل نظام بنائیں۔

امارت شرعیہ کے نائب ناظم مولانا محمد سہراب ندوی صاحب نے کہا کہ اجتماعی مسائل کے حل کے لئے اجتماعی قوت کی ضرورت پڑتی ہے، امارت شرعیہ کے نقباء، صدر النقباء، اپنی اپنی ذمہ داروں کو محسوس کریں اور اسے انجام دیں، کیوں کہ آپ امیر شریعت کے نمائندہ ہیں اس کے لئے اپنے وقت کو فارغ کریں اور خدمت دین کے جذبے سے تنظیم امارت کو مضبوط ومستحکم بنائیں۔

اجلاس کا آغاز مولانا احمد حسین مدنی معاون ناظم کی تلاوت کلام پاک مع ترجمہ سے ہوا، مولانا قاری مفتی محمد مجیب الرحمٰن صاحب نے رسالت مآب کی شان میں نذرانہ عقیدت پیش کیا، مولانا محمد شمیم اکرم رحمانی نے علامہ اقبال کا شعر۔ یارب دل مسلم کو وہ زندہ تمنا دے، پڑھا۔

اجلاس کی نظامت مولانا محمد شبلی القاسمی قائم مقام ناظم امارت شرعیہ نے بحسن وخوبی انجام دیا، اس اجلاس کو کامیاب بنانے میں امارت شرعیہ کے جملہ ذمہ داران وکارکنان نے شب وروز جد وجہد کی ان کی کوششوں کے نتیجہ میں اللہ کے فضل وکرم سے یہ اجتماع اپنی نوعیت کا ایک تاریخی ومثالی اجتماع ہو گیا، شرکاء نے محسوس کیا کہ حضرت امیر شریعت مدظلہ نے جن امور کی طرف نشاندہی فرمائیں، وہ وقت کی ایک اہم ضرورت تھی، اس کے لئے امارت شرعیہ اور اس کے اکابر ومہ دار وکارکنان مبارکباد کے مستحق ہیں، آخر میں اجلاس کی تجاویز کی خواندگی مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی نائب ناظم امارت شرعیہ نے کی جس کو اجلاس کے شرکاء نے بیک زبان منظور کیا۔ اس کے بعد حضرت امیر شریعت کی دعا پر یہ اجلاس اختتام پذیر ہوا۔ اس اجلاس میں جو تجاویز منظور ہوئیں وہ درج ذیل ہیں۔ (تجاویز صفحہ ۸؍پر)

اچھی باتیں

''انسان کی ہر سانس اسے موت کی طرف لے جا رہی ہے اور انسان سمجھتا ہے کہ وہ جی رہا ہے ☆ اپنے مقابل کی ترقی کی راہوں میں روڑے اٹکانا اور اس کے ضروری کاموں میں جھوٹے دلاسے دلا کر رکاوٹ ڈالنا منافق کا کام ہے، وہ ایک بار میں چوطرفہ حملے کرتا ہے تاکہ دوسرے کے حصے کا فائدہ اور اس کی شہرت بھی بٹور سکے ☆ جتنی ذہانت کسی کی بات کا جواب دینے کے لیے ضروری ہے، اس سے کہیں زیادہ ذہانت اس کی بات سمجھنے کے لیے ضروری ہے ☆ جو شخص بہانہ بنانے میں بہت اچھا ہو وہ کسی اور کام میں اچھا نہیں ہو سکتا ☆ جب آپ کو ہر شخص سے شکایت ہونے لگے تو دیکھ لیجئے کہ خرابی کہیں آپ ہی کے اندر تو نہیں۔ (حاصل مطالعہ ومشاہدہ)

بلا تبصرہ

''ایک کڑوی سچائی یہ بھی ہے کہ نام نہاد سیکولر پارٹیاں مسلمانوں کا ووٹ تو چاہتی ہیں، لیکن ان کی بنیادی ضرورتوں کی کفالت کے لیے بالکل آمادہ نہیں ہیں، پارٹیوں نے مسلمانوں کے محلوں میں شفا خانے اور اسکول کھولنے کے بجائے تھانے زیادہ کھولے ہیں، مسلمانوں نے جو ادارے قائم کیے، ان کو بحق سرکار ضبط کرنے کی ہر دور میں ممکنہ کوششیں کی گئی ہیں، مسلمانوں کی اس ملک میں جتنی بڑی تعداد ہے اس سے کہیں زیادہ (فیصد میں) اعداد وشمار کے مطابق وہ جیلوں میں نظر بند ہیں، آج بھی بہت سے مسلم نوجوانوں کو مستقل اور لگاتار قانونی چارہ جوئی کے باوجود ضمانتیں نہیں مل پا رہی ہیں۔ (پروفیسر اختر الواسع راشٹریہ سہارا ۲؍مارچ ۲۰۲۴ء)

Scanned with CamScanner

اللہ کی باتیں ـــــ رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

قرآن مجید کی تلاوت کا معمول بنائیے

پیغمبر کہیں گے کہ اے میرے رب! میری قوم نے اس قرآن کو بالکل نظر انداز کر دیا تھا (سورہ فرقان: ۳۰)

قرآن مجید خالق کائنات کا وہ سدا بہار دائمی، عالمی اور انقلابی پیغام حیات ہے، جو کتاب ہدایت بھی ہے اور کتاب زندگی بھی، جس کی دنیا نے مشاہدہ کر لیا کہ اس نے نوع انسانی کے افکار و نظریات، اخلاقی تہذیب اور طرز زندگی پر اتنی وسعت، اتنی گہرائی اور اتنی ہمہ گیری کے ساتھ اثر ڈالا جس کی کوئی نظیر نہیں ملتی، اس کی تاثیر نے ایک قوم کو بدلا، پھر اس قوم نے اٹھ کر دنیا کے ایک بڑے حصے کو بدل ڈالا عمل کی دنیا میں اس کے ایک ایک لفظ نے خیالات کی تشکیل اور مستقل تہذیب کی تعمیر کی، دنیا کے تمام دستور اور قوانین میں کچھ نہ کچھ جھول اور خامیاں پائی جاتی ہیں، اس لئے وہ وقت اور حالات کے مطابق بدلتے رہتے ہیں لیکن قرآن کریم یہ وہ دستورِ حیات ہے جس میں شمہ برابر کمزوری نہیں، موجودہ سائنسی دور میں دنیا کے مذاہب اور ان کے رہنماؤں نے اپنے نظریات بدل دئے، فلسفہ کی تھیوڑی موسم اور حالات کے تناظر میں اولتی بدلتی رہی لیکن قرآن کریم کی کسی بات میں ادنی درجہ کا فرق نہیں آیا، بلکہ اس نے انسانی زندگی میں جو اخلاقی، روحانی، سیاسی اور تمدنی انقلاب برپا کیا، تاریخ عالم میں اس کی کوئی نظیر و مثال نہیں ملتی اور یہی اس کے نزول کا بنیادی مقصد ہے، اور جو لوگ اس کے معانی و مطالب پر غور و فکر کرتے ہیں وہ اس راز کو سمجھتے ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ قرآن مجید کا پڑھنا، سمجھنا اور پھیلانا سب موجب سعادت اور باعث برکت ہے، مگر ستم ظرفی کہئے کہ اس امت کا قرآن مجید سے رشتہ کمزور پڑتا جا رہا ہے، نہ ہی ہم اس کی تلاوت کی پابندی کرتے ہیں اور نہ ہی اس سے پورے طور پر مکمل استفادہ کرتے ہیں، ہمارے گھروں میں، معاشرہ اور تہذیب و ثقافت میں غیر اسلامی عناصر اس طرح داخل ہوتے جا رہے ہیں کہ ایسا لگتا ہے کہ دین کی روح اور اس کی شعاع مدہم پڑتی جا رہی ہے، جب مسلمان خود اپنے مسائل کا حل قرآن مجید میں تلاش نہ کریں اور اس کو عملی نمونہ نہ بنائیں گے تو غیروں سے شکوہ کرنے سے کوئی فائدہ نہیں، اس لئے جب قیامت قائم ہوگی اور حساب و کتاب کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے عدالت لگے گی تو ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے کہ اے میرے رب میری قوم نے قرآن چھوڑ دیا تھا وہ قرآن کو عقیدہ و تبرکا مانتے تھے مگر عملی زندگی میں اس کو نافذ نہیں کرتے۔ علامہ شبیر احمد عثمانی نے اپنی تفسیر میں آیت کے ذیل میں لکھا ہے کہ آیت میں اگرچہ مذکور صرف کافروں کا ہے، تاہم قرآن مجید کی تصدیق نہ کرنا، اس میں تدبر نہ کرنا اس کی تلاوت نہ کرنا، اس کی تصحیح قرآت کی طرف توجہ نہ کرنا، اس سے اعراض کر کے دوسرے لغویات یا حقیر چیزوں کی طرف متوجہ ہونا، یہ سب صورتیں درجہ بدرجہ ہجران قرآن کے تحت داخل ہوسکتی ہیں۔ اس لئے ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ قرآن کریم کی تلاوت کا معمول بنائے اور اس کے معانی و مفاہیم پر غور و فکر کرنے کی عادت ڈالے۔

دل کی دولت مندی

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ لوگو! دولت مندی بہت سے ساز و سامان کا نام نہیں ہے۔ اصل دولت مندی دل کی دولت مندی ہے، بلاشبہ اللہ تعالیٰ بندے کو اتنی ہی روزی دیتا ہے جتنی اس کے لئے پہلے سے لکھ دی گئی ہے، اس لئے تم اسے خوش اسلوبی سے حاصل کرو، جو حلال ہو اسے لے لو اور جو حرام ہو، اسے چھوڑ دو۔ (رواہ ابو یعلی و اسنادہ حسن)

جب کوئی انسان مال و دولت کی حرص و ہوس میں مبتلا ہو جاتا ہے تو اس کو سکون قلب میسر نہیں ہوتا ہے، رات دن روپے پیسے حاصل کرنے کی جتن میں لگا رہتا ہے اور بسا اوقات اس سے حلال و حرام کی تمیز بھی ختم ہو جاتی ہے، حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب نے اس کو مثال سے اس طرح سمجھایا کہ دنیا کا ساز و سامان پانی کے مانند ہے اور اس میں انسان کا قلب ایک کشتی کی طرح ہے، پانی جب تک کشتی کے نیچے اور ارد گرد ہے تو کشتی کے لئے مفید اور معین ہے اور اس کے مقصد وجود کو پورا کرنے والا ہے اور اگر پانی کشتی کے اندر داخل ہو جائے تو یہی کشتی کی غرقابی اور ہلاکت کا سامان ہو جاتا ہے، اسی طرح دنیا کے مال و متاع جب تک انسان کے دل میں غلبہ نہ پالیں اس کے لئے دین و دنیا میں معین و مددگار ہیں اور جس وقت اس کے دل پر چھا جائیں تو دل کی ہلاکت ہیں (معارف القرآن: ج ۲)

اسی لئے حدیث شریف میں فرمایا گیا کہ دولت مندی بہت سے ساز و سامان کا نام نہیں ہے، نہ ہی مالی ہوس کا سکون مال کی زیادہ میں ہے، بلکہ اصل دولت مندی دل کی دولت مندی ہے کہ انسان قناعت پسند ہو جائے اور رزق حلال کی تلاش میں لگا رہے، محنت و مزدوری کرے، صبر و استقامت کے ساتھ، ذرائع و وسائل اختیار کرے اور اللہ سے کشادگی رزق کا طلبگار رہے، روزی جتنی پاک و صاف اور ہر قسم کے شک و شبہ سے محفوظ رہے گی اس کا باطن بھی اسی قدر صاف و شفاف رہے گا، اس لئے حلال و طیب مال کو تلاش کرتے رہئے۔ اور اللہ پر بھروسہ رکھیں کہ اس نے جتنی رزق مقدر کر دی ہے وہ اس کو مل کر رہے گی، ترمذی شریف کی ایک روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس کا مقصود و مراد دنیا ہی ہو اور اس دنیا کا بھی کوئی مخصوص نشانہ نہ ہو اور وہ اسے مخصوص نشانہ پر توجہ اور نظر رکھتا ہو تو اللہ تعالیٰ اس پر تنگدستی مسلط کر دیتا ہے اور اس کے حالات کو پراگندہ و منتشر کر دیتا ہے، اور اسے دنیا میں اس سے زیادہ کچھ نہیں ملتا، جتنا اس کے لئے پہلے سے لکھ دیا گیا ہے، اور جس کی تمنا اور مراد آخرت ہو اور اعمال آخرت میں سے اس کا کوئی مخصوص نشانہ ہو اور اسی مخصوص نشانہ پر توجہ اور نظر رکھتا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے دل میں غنی اور تونگری پیدا کر دیتا ہے اور اس کے حالات کو معتدل بنا دیتا ہے اور دنیا اس کے پاس ذلیل ہو کر چلی آتی ہے، (روہ انس) اس لئے جو لوگ اعتدال پسندی کی زندگی گزارتے ہیں وہ کبھی پریشان نہیں ہوتے اور جو لوگ اس کے لئے دیوانہ وار پھرتے رہتے ہیں ان میں اکثر ناکام و نامراد ہوتے ہیں، حدیث پاک میں انہیں باتوں کی طرف اشارہ کیا گیا کہ اللہ نے جو رزق مقدر کر دی ہے، وہ مل کر رہے گی بہت زیادہ کی جستجو میں رہ کر آخرت کو فراموش کر دینا مومنانہ شان کے خلاف ہے۔

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

باہر کے لاؤڈ اسپیکر سے نماز تراویح کا کیا حکم ہے؟

س: رمضان میں بہت سارے لوگ ایسے مائک سے نماز تراویح پڑھاتے ہیں جس کی آواز باہر کے لاؤڈ اسپیکر سے پورے محلّہ اور آبادی میں گونجتی ہے جس سے برادران وطن کو تکلیف ہوتی ہے اور نمازیوں کی نماز میں خلل ہوتا ہے، ایسا کرنا شرعاً درست ہے یا نہیں؟

ج: نماز میں قرآن کریم کتنی آواز میں پڑھا جائے اس سلسلہ میں اللہ پاک کا واضح ارشاد ہے: "وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذَالِكَ سَبِيلًا" سورۃ الاسراء: ۱۱۰)

اپنی نماز نہ زیادہ بلند آواز میں پڑھو اور نہ بالکل آہستہ (بلکہ) اس کے درمیان کا راستہ اختیار کرو، صحیح بخاری میں اس حکم کا پس منظر یہ بیان کیا گیا ہے، مکہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے رفقا کو نماز پڑھاتے اور زور سے قرآن مجید پڑھتے تو مشرکین مکہ قرآن کریم، اللہ رب العزت اور حضرت جبرئیل علیہ السلام تینوں کو برا بھلا کہتے اور ان کی شان میں گستاخیاں کرتے، اس پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا کہ قرآن بہت زور سے نہ پڑھیں کہ مشرکین سنیں اور گستاخیاں کریں اور اتنا آہستہ بھی نہ پڑھیں کہ نماز میں شریک صحابہ بھی نہ سن سکیں، بلکہ درمیانی راستہ اختیار کریں۔

"عن ابن عباس فی قوله تعالیٰ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا، قال نزلت ورسول الله صلی الله علیه وسلم مختفی بمكة كان اذا صلی باصحابه رفع بالقرآن فاذا سمع المشركون سبو القرآن ومن انزله ومن جاء به، فقال الله تعالیٰ لنبیه صلی الله علیه وسلم وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ ای بقرائتک فیسمع المشركون فیسبو القرآن ولاتخافت بها عن اصحابک فلاتسمعهم وَابْتَغِ بَيْنَ ذَالِكَ سَبِيلًا" (صحیح البخاری، کتاب التفسیر: ۲/ ۶۸۶، باب سورة بنی اسرائیل)

قرآن کریم کے اس حکم سے معلوم ہوا کہ جہاں قرآن کریم کو زور سے پڑھنے سے فتنہ پیدا ہوتا ہو، اسلام کے دشمن اس کو گستاخی اور بے ادبی کا ذریعہ بناتے ہوں تو وہاں اس سے احتراز کرنا چاہئے، تاکہ ہم بالواسطہ شعائر دین کی بے احترامی کا سبب نہ بنیں (مستفاد: آسان تفسیر حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی: ۱/۸۴۰)

تراویح میں لاؤڈ اسپیکر خواہ مسجد کے منارہ پر ہو یا کسی گھر یا ہال کے چھت پر قرآن کی آواز باہر محلّہ اور پوری آبادی میں پھیلانا جہاں قرآن و حدیث کے حکم کے صریح خلاف ہے وہیں بہت سارے مفاسد کے حامل بھی ہے، مثلاً:

۱- لاؤڈ اسپیکر سے گونجنے والی غیر معمولی آواز سے غیر مسلموں بالخصوص ان مریضوں کی راحت و آرام اور نیند میں خلل ہوتا ہے جنہیں راحت و آرام کی سخت ضرورت ہوتی ہے جس کی وجہ سے انہیں سخت ناگواری ہوتی ہے، برا بھلا کہتے ہیں، گالیاں دیتے ہیں اور اسلام و شعائر اسلام کے ساتھ گستاخیاں کرتے ہیں، ظاہر ہے اسلام ان چیزوں کو بالکل پسند نہیں کرتا اور حکم دیتا ہے: "وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذَالِكَ سَبِيلًا"

۲- یہ وقت عبادت کا ہوتا ہے، ہر طرف لوگ عبادت میں مشغول ہوتے ہیں، عورتیں، مریض اپنے گھروں میں بہت سارے لوگ مسجدوں یا عبادت خانوں میں عبادت کر رہے ہوتے ہیں، باہر سے آنے والی لاؤڈ اسپیکر کی آواز عبادت میں مصروف لوگوں کی عبادت میں خلل ڈالتی ہے، جس سے انہیں تکلیف ہوتی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کرنے سے سختی کے ساتھ منع فرمایا ہے، چنانچہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی میں معتکف تھے کچھ لوگوں کو زور سے قرآن پڑھتے سنا تو آپ نے اپنے خیمہ کا پردہ ہٹا کر صحابہ کو متنبہ کرتے ہوئے فرمایا: الا ان كلكم مناج ربه فلايوذين بعضكم بعضا ولايرفعن بعضكم علی بعض القرأة" (صحیح ابن خزیمة: ۱۱۶۲/ ۳/ ۱۹۰)

تم میں سے ہر ایک اپنے رب سے سرگوشی کر رہا ہے (اور با آواز بلند قرآن پڑھنے سے دوسروں کی عبادت اور سرگوشی میں خلل پہونچتا ہے جس کی وجہ سے انہیں تکلیف ہوتی ہے) اس لئے کوئی کسی کو ہرگز تکلیف نہ پہونچائے اور قرآن پڑھنے میں اپنی آواز دوسروں پر بلند نہ کرے۔

۳- آیت سجدہ سننے کے بعد سجدہ لازم ہوتا ہے، لاؤڈ اسپیکر کی آواز دور تک جاتی ہے، بہت سے لوگوں کے کانوں سے ٹکراتی ہے، آیت سجدہ بھی سنتے ہیں، بعض دفعہ سننے والوں کو پتہ بھی نہیں چلتا کہ ہم نے آیت سجدہ سنی ہے، جس پر ہمیں سجدہ کرنا چاہئے اور اس طرح غیر محسوس طریقہ پر ترک سجدہ کا گناہ ان کو ہوتا ہے، جس کا سبب لاؤڈ اسپیکر سے قرآن کی تلاوت باہر سنانا ہے۔

۴- باہر کے مائک کے ذریعہ تراویح کا مقصد عام طور پر ریا و شہرت اور نام و نمود ہوتا ہے اور یہ اتنا خطرناک مرض ہے جس سے بڑی بڑی عبادتیں رائیگاں ہو جاتی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص لوگوں کو سنانے اور شہرت حاصل کرنے کے لئے کوئی عمل کرے گا اللہ تعالیٰ اس کا حال لوگوں کو سنائے گا (یعنی قیامت کے دن لوگوں کے سامنے اس کے عیوب کے ساتھ ذلیل و رسوا کرے گا) نیز جو شخص لوگوں کو دکھانے کے لئے کوئی عمل کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو ریاکاری کی سزا دے گا یعنی قیامت کے دن اس سے کہے گا کہ اپنا اجر و ثواب اسی سے مانگو جس کے لئے تم نے وہ عمل کیا تھا: "عن جندب قال قال النبی صلی الله علیه وسلم: من سمع سمع الله به ومن یراء یراء الله به" (صحیح البخاری: ۲/ ۹۶۲، باب الریا والسمعة)

لہذا صورت مسئولہ میں نماز تراویح یا دیگر فرض نمازوں کو ایسے لاؤڈ اسپیکر سے ادا کرنا جس کی آواز باہر پھیلے، قرآن و حدیث اور مزاج شریعت کے بالکل خلاف ہے، جس سے احتراز بہر حال لازم و ضروری ہے، مائک سے نماز کی ادائیگی میں اس بات کا خیال رکھنا نہایت ضروری ہے کہ آواز مسجد یا نماز ادا کرنے کی جگہ سے باہر نہ پھیلے تاکہ دوسروں کی تکلیف اور ایذا رسانی سے بچ سکیں اور قرآن کریم کی بے ادبی و بے احترامی نہ ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

Scanned with CamScanner

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار **نقیب** پھلواری شریف پٹنہ

پھلواری شریف

جلد نمبر 64/74 شمارہ نمبر 11 مورخہ ۲۹؍شعبان المعظم ۱۴۴۵ھ مطابق ۱۱؍مارچ ۲۰۲۴ء روز سوموار

اور ہم خوار ہوئے تارک قرآں ہوکر

اللہ رب العزت نے پہلے دن سے ہی انسانوں کی ہدایت ورہنمائی کے لئے انبیاء ورسل کو مبعوث کیا، بلکہ جب اس دنیا میں کوئی انسان نہیں تھا صرف آدم علیہ السلام تھے، اس ایک انسان کو نبی بنایا، دنیا آباد ہوتی گئی، آبادیاں بڑھتی رہیں، کائنات کا نظام وسیع ہوتا رہا اور اس وسعت کے حساب سے انبیاء ورسل بھیجے جاتے رہے، تاریخ میں ایسے مواقع بھی آئے جب مختلف علاقوں کے لئے الگ الگ نبی ورسول بھیجے گئے؛ تاکہ وہ احکام الٰہی کو لوگوں تک پہونچائیں، خود کر کے دکھائیں، اور لوگوں کے لیے آئیڈیل ہوں، یہ احکام الٰہی آئندہ نسلوں کے لئے محفوظ بھی رہیں، اس لئے آسمانی کتابیں اور صحیفے بھیجے گئے، ضرورت کے اعتبار سے یک بارگی یا قسطوں میں پھر ایک دور وہ آیا جب خالق کائنات نے اپنے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین بنا کر مبعوث کیا، کتاب اللہ کی شکل میں قرآن کریم کو قیامت تک کے لئے دستور حیات بنا کر نازل کیا اور عالم الغیب اور علیم بذات الصدور نے اس پورے نظام کی تکمیل کا اعلان کردیا، اور نعمت باری کے اتمام کا مژدہ سنادیا، رعایت قیامت تک آنے والے لوگوں کی ملحوظ رکھی گئی اور قرآن کریم کو قیامت تک کے لئے تحریف وتبدیلی سے محفوظ رکھنے کا وعدہ کیا گیا۔ آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کو جامع کمالات اور صفات کے ساتھ جوامع الکلم بنایا گیا اور ملفوظات نبوی بھی دین کا حصہ قرار پائے، زبان نبوت سے یہ اعلان بھی کروادیا گیا کہ زبان مبارک سے نکلنے والے کلمات وملفوظات بھی وحی الٰہی سے ہی صادر ہوتے ہیں اور معاملہ صرف اتنا سا ہے کہ ان کی قرآن کریم کی طرح تلاوت نہیں کی جاتی۔ اب یہ ساری تعلیمات قرآن واحادیث میں مذکور اور محفوظ ہیں، ان تعلیمات کی اہمیت اور ضرورت ہر دور میں رہی ہے اور اس نے ہر دور میں بھٹکے ہوئے آہو کو سوئے حرم لانے کا اہم فریضہ انجام دیا ہے۔ جب جب ان تعلیمات سے انسانوں نے دوری اختیار کی، انسانیت کراہنے اور سسکنے لگی، انسانوں کے خود ساختہ دستور، قوانین اور نظام زندگی نے بنی نوع انسان کو سکون، راحت وآرام پہونچانے کے بجائے اسے نت نئے مسائل اور پریشانیوں سے دوچار کیا، موجودہ دور اس کی منہ بولتی تصویر اور عصر حاضر کے مسائل ومشکلات اس کی واضح مثالیں ہیں، ہر طرف افراتفری اور افراط وتفریط کی گرم بازاری ہمیں تعلیمات نبوی پر عمل پیرا ہونے کی تلقین کر رہے ہیں، یہی ایک صورت ہے جس میں پریشان دنیا کا مداوا ہے۔ ہم نے ایک کے سامنے سر کو جھکانا چھوڑ دیا تو پتہ نہیں کتنی جگہوں پر جبیں سائی کرنی پڑ رہی ہے۔ ہمیں ''یک در گیر ومحکم گیر'' کا حکم دیا گیا تھا، ہم نے بہت سارے دروازوں سے اپنی امیدیں اور توقعات وابستہ کرلیں، نتیجہ میں ہمیں ہلاکت وبربادی، افلاس وپسماندگی ملی، ہمیں غصہ پر قابو پانے کا حکم دیا گیا تھا اور جو اسے پچھاڑ دے اس کے قوی ہونے کا اعلان کیا گیا تھا، ہم اس معاملہ میں اتنے کمزور ثابت ہو رہے ہیں کہ ہماری شبیہ جذباتی اور جوشیلی بن گئی ہے، تحمل اور برداشت کا مادہ ہم میں باقی نہیں ہے، جس کے مضر اثرات کھلی آنکھوں ہم دیکھ سکتے ہیں، ہمیں غیبت، چغل خوری، تجسس، ذات برادری کی لعنت سے دور رہنے اور ہر قسم کے تعصب سے پاک سماج بنانے کی ذمہ داری دی گئی تھی، لیکن ہم اس پوری لعنت کو ترقی اور رفع درجات کا ذریعہ سمجھنے لگے، اس کے لئے تنظیمیں بنائی جانے لگیں، اور ہم آپس میں دست وگریباں ہونے لگے، دھوکہ دہی مسلمانوں کے شایان شان نہیں تھا، لیکن مادی منفعت کے حصول کی ہوس میں یہ شان بھی جاتی رہی، اب پھٹے کپڑے اور خراب مال کو اچھا کہہ کر اچھی قیمت پر فروخت کردینے والا ہی اچھا سلز مین ہے، گول مرچ میں پپیتے کا بیج اور مرچ کے سفوف میں اینٹ کے سفوف ملانے کے واقعات بھی حیرت انگیز نہیں ہیں، لوگوں پر رحم کرنے والے پر اللہ کی رحمت کے نزول کی بشارت دی گئی تھی، لیکن ظلم وجور ہمارا شیوہ بن گیا، علم ہماری شناخت کا ذریعہ تھا، ہم جہالت میں ممتاز ہوکر رہ گئے، اللہ کا خوف باقی نہیں ہے ہمیں امت وسط اور خیر امت بنا کر لوگوں کو صحیح راستے پر لانے کا کام سپرد کیا گیا تھا، ہم خود گم کردہ راہ ہو گئے، سود کی لعنت سے پاک تجارت اور معاشی نظام ہماری پہچان تھی؛ لیکن ہمیں سودی کاروبار کرنے تک میں عار نہیں ہے، کوششیں اس کی بھی ہوتی رہتی ہیں کہ کسی نہ کسی بہانے ہندستان میں سود کو جائز قرار دیدیا جائے، ہمیں والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے اور انہیں ''اف'' تک کہنے سے روکا گیا تھا، ان کے لئے اپنے کاندھے جھکا دینے کا حکم دیا گیا تھا اور ہم ان کے لئے اولڈ ایج ہوم کی تجویز لا رہے ہیں؛ تاکہ ہماری بے لگام زندگی میں وہ کہیں پر رکاوٹ نہ بنیں، ہمیں اپنی نگاہ نیچی رکھنے کا حکم دیا گیا تھا، عورتوں کو بے پردہ نکلنے اور بناؤ سنگھار کر کے غیروں کے سامنے آنے سے منع کیا گیا تھا، ہم نے ان حدود وقیود کو اس طرح توڑا کہ رشتوں کا احترام باقی نہیں رہا، ہمیں ام الخبائث شراب کی حرمت بتائی گئی تھی کہ اس میں گناہ بڑا ہے، ہم نے اس کو شیر مادر سمجھ کر استعمال کرنا شروع کردیا، جوئے، قمار سے ہمیں روکا گیا تھا، لیکن ہم نے اسے جلد مالدار ہونے کا نسخہ سمجھ لیا، اب جوئے خانے کے لائسنس دیئے جاتے ہیں اور گھوڑ دوڑ کے مقابلے میں کھلے عام جوا کھیلا جاتا ہے، ہمیں اسراف وفضول خرچی سے منع کیا گیا تھا اور فضول خرچی کرنے والے کو شیطان کا بھائی قرار دیا گیا تھا، ہم مختلف تقریبات میں ہزاروں روپے کے پٹاخے پھوڑ رہے ہیں، دو دو سو روپے کے شادی کارڈ چھپوا رہے ہیں، اور کئی سو بلکہ ہزار دو ہزار روپے کی پلیٹوں پر دعوت ولیمہ کر رہے ہیں، بینڈ باجے، رقص وسرور، ڈکوریشن اور استقبالیہ کے نام پر جو تماشے ہم کر رہے ہیں وہ اس کے علاوہ ہیں، انسانی اعضا کی تجارت کو حرام قرار دیا گیا تھا ہم پورے کے پورے سالم جوان لڑکے کو تجارت کا مال سمجھ بیٹھے ہیں، لڑکی والوں پر شادی میں کوئی مالی بوجھ نہیں ڈالا گیا تھا، ہم تلک وجہیز کے ساتھ کھانے تک کے مینو طے کرنے میں لگے ہیں، ہمیں مہر دینے کا حکم دیا گیا تھا، ہم نے اسے دین مہر بنادیا، ہم نے اسلامی تعلیم کو چھوڑا تو خاندان ٹوٹنے لگا۔ ہمیں پورے خاندان کا نگراں بنایا گیا تھا اور اس حوالے سے ہماری باز پرس بھی ہونی ہے، لیکن ہمیں کلبوں، تفریح گاہوں، سنیما گھروں اور دوستوں کی مجلسوں سے فرصت ہی نہیں کہ ہم اپنے گھر خاندان اور بچوں کی نگرانی اور تعلیم وتربیت کا خیال رکھ سکیں، پاکیزہ زندگی گزارنا ہمارا طرۂ امتیاز تھا، آج اس کا خیال تک قصۂ پارینہ ہے، اس لئے عصر حاضر میں قرآنی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی ضرورت پہلے سے کہیں زیادہ ہے اس لیے کہ ہم اس سے بہت دور ہو گئے ہیں، اور ہم کا مطلب صرف مسلمان نہیں ہیں، تمام انسان ہیں؛ اس لئے کہ تمام لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب کے لئے رسول بنا کر بھیجے گئے، اللہ تمام جہان کا رب، رسول تمام جہان کے رسول اور قرآن کریم تمام جہان کی ہدایت کے لئے ہے، فرق صرف یہ ہے کہ جس نے اس دعوت کو قبول کرلیا ہے، اس پر سارے احکام لاگو ہوتے ہیں اور جو ابھی ایمان نہیں لائے، ان پر پہلے ایمان لانا اور پھر تمام احکام پر عمل کرنا ضروری ہے، جو لوگ بغیر ایمان لائے بھی قرآنی احکامات کو اپنی زندگی کا محور بنائیں گے وہ بھی دنیا میں اس کے فوائد وبرکات سے مستفید ہو سکتے ہیں یہی وجہ ہے کہ دوسرے مذاہب کے پیروکار بھی اس قسم کی آواز لگاتے رہتے ہیں کہ حکومت کرنی ہے تو اس کا طریقہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمرؓ سے سیکھو اور انسانی ہمدردی اور اکرام انسانیت کا درس اسلام سے حاصل کرو۔ آئیے! ہم پھر قرآنی تعلیمات کی طرف لوٹ چلیں، اپنی زندگی قرآن کریم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق گذاریں، اور نفس کے شر سے بچ کر خود اور اہل وعیال کو جہنم کی آگ سے بچائیں، جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے اور جن پر مامور فرشتے صرف اللہ کی مانتے ہیں، ان کی نافرمانی نہیں کرتے، اور جو حکم ہوتا ہے کر گذرتے ہیں. لَا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَاۤ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ.

عظمت والا مہینہ

سال مہینوں میں، مہینے ہفتوں میں، ہفتے دنوں میں گذر گئے، اور دیکھتے ہی دیکھتے رمضان کا مبارک مہینہ پھر ایک بار اپنی رحمتوں، برکتوں اور تجلیات ربانی کے ساتھ سایہ فگن ہو رہا ہے، اس ماہ کی ابتدا سے ہی روحانیت ونورانیت کی بارش ہونے لگتی ہے، پھر دلوں پر سکینت طاری ہو جاتی ہے، ایمان میں تازگی وشگفتگی اور نیکی کے کاموں میں نشاط کی لہر دوڑ جاتی ہے، مسجدیں ذکر وتسبیح اور نمازیوں سے بھر جاتی ہیں، ادھر اللہ کی طرف سے جنت کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں، جہنم کے دروازے بند کردیے جاتے ہیں، اور سرکش شیاطین کو بیڑیوں میں جکڑ دیا جاتا ہے، پھر بندہ ان اعمال خیر اور روزہ کی برکت سے اللہ سے اتنا قرب حاصل کرلیتا ہے کہ اللہ جل شانہ اس کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں، اور اپنی خاص رحمت نازل فرماتے ہیں، خطاؤں کو معاف کرتے ہیں، دعاؤں کو قبول کرتے ہیں اور رحمت ومغفرت کے مژدہ کے ساتھ آگ سے نجات کا فیصلہ فرمادیتے ہیں۔ حدیث پاک میں فرمایا گیا کہ جس نے ایمان کے ساتھ اللہ سے اجر وثواب کی امید پر ماہ رمضان کے روزے رکھے اس کے گذشتہ تمام گناہ بخش دیے گئے۔ ''من صام رمضان ایماناً و احتساباً غفر له ما تقدم من ذنبه.'' نبوت کی دوررس نگاہ نے روزہ کے لیے دو شرطیں بیان کی ہیں، پہلی شرط یہ ہے کہ روزہ اللہ کو راضی کرنے کے لیے رکھا جائے، دوسری شرط یہ ہے کہ روزہ دار روزہ کی حالت میں قدم قدم پر اپنا محاسبہ کرتا رہے۔ کہ کہیں اس سے شریعت کی خلاف ورزی تو نہیں ہو رہی ہے، اس لیے کہ اللہ کے نزدیک صرف وہ روزہ مقبول ہے، جو ایمان واحتساب کے جذبے کے ساتھ رکھا جائے۔ علامہ ابن قیم نے لکھا ہے کہ روزہ بندے اور پروردگار کے درمیان ایک راز ہے، جسے صرف وہی جانتا ہے کہ بندے نے جذبات کے تلاطم سے اپنے کو کس قدر بچایا، دل وزبان کو کتنا محفوظ رکھا، بھوک کے مارے جان پر بن رہی ہے، لذیذ کھانا حاضر ہے، چاہے تو کھا سکتا ہے، مگر نہیں کھاتا، ٹھنڈے میٹھے مشروب موجود ہیں، مگر اس کی طرف ہاتھ تک نہیں بڑھاتا، کیوں کہ بندے نے اپنے مالک سے خاموش عہد وپیمان کیا ہے کہ ہم تیری رضا وخوشنودی کی خاطر حلال وپاک غذائیں بھی تیری اجازت اور حکم کے بغیر نہیں کھائیں گے، تو یہ کیسے ممکن ہوسکتا ہے کہ تیرے حرام کیے ہوئے کاموں کی طرف نظر اٹھا کر دیکھیں، جب بندہ تقویٰ کے اس معیار پر پہونچ جاتا ہے تو قرآن اس کو متقی وپرہیزگار کہتا ہے، اور اللہ کی طرف سے منادی اعلان کرتا ہے کہ جاو؟ ہم نے تمہاری خطاؤں اور لغزشوں کو معاف کردیا، بیہقی کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے رمضان کے روزے رکھے اور اس کے آداب کی رعایت کی اور جن چیزوں سے بچنا چاہئے ان سے بچتا رہا تو یہ روزے گذشتہ زندگی کا کفارہ ہو جائیں گے۔ گویا یہ مقدس مہینہ خالق کائنات کی طرف سے اس کے بندوں کے لیے ایک عظیم تحفہ ہے، پس خوش نصیب ہیں وہ لوگ جنہوں نے اس بابرکت مہینہ اور موسم بہار کی قدر کی، اپنی زندگی کی قیمت سمجھی اور اس مہینہ کو ذکر وتلاوت، عبادت وریاضت، صبر واستقامت اور زہد وطاعت میں گذارا، اور بدنصیب ہیں وہ لوگ، جنہوں نے اس ماہ مبارک کو فضول گوئی، بدکلامی اور لغویات میں گنوادیا، حدیث میں فرمایا گیا: ''من لم يدع قول الزور والعمل به فليس لله حاجةٌ في ان يدع طعامه و شرابه.'' جو شخص روزہ رکھ کر بیہودہ باتیں اور لغو حرکتیں نہ چھوڑے تو اللہ کو اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے کہ وہ اپنا کھانا پینا چھوڑے۔ روزہ داروں کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ان کو بات بات پر غصہ آتا ہے، مزاج میں چڑچڑے پن کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے، یہ بات اچھی نہیں، روزہ بندگی، شکستگی اور درماندگی کی چیز ہے، اس میں تواضع پیدا ہونی چاہئے، یہ روزہ کے منافی عمل ہے، اور یہ نہ دیکھئے کہ گناہ کتنا چھوٹا ہے، بلکہ یہ غور کرنے کا اپنے کو خوگر بنایئے کہ جس کی نافرمانی کی جارہی ہے، وہ کتنا بڑا ہے، لہٰذا وہ روزہ جو تقویٰ کی روح سے خالی ہو، اللہ کو ناراض کرنے کا باعث ہوتا ہے۔ روزہ ایک ایسی عبادت ہے، جس میں ایک محدود وقت تک کھانے پینے اور خواہشات نفس سے پرہیز کیا جاتا ہے، لہٰذا ضروری ہوا کہ جہاں سے اس کی ابتداء ہو وہاں بھی کچھ نہ کچھ کھانے پینے کا عمل پایا جائے تاکہ کھانے کے بعد سے روزہ شروع ہو اور دوسرے کھانے پر ختم ہو جائے۔ جس کھانے سے روزہ کی ابتدا ہوتی ہے، اس کو سحری کہتے ہیں، اس کے ذریعہ انسان کو روزہ رکھنے میں طاقت ملتی ہے اور حدیث میں اس کھانے کو برکت کا کھانا کہا گیا ہے۔ جب شام کے وقت روزہ مکمل ہو جائے تو افطار کے ذریعہ روزہ کھولا جائے، مگر وہ وقت دعاؤں کی قبولیت کا ہوتا ہے، جب کوئی بندہ احساس ندامت کے ساتھ اللہ کے سامنے دست دراز ہوتا ہے تو اللہ اس کی دعاؤں کو قبول فرماتے ہیں۔ حدیث میں ہے کہ افطار کے وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت سے لوگوں کو جہنم سے آزادی عطا ہوتی ہے۔ اس ماہ مبارک میں دعاؤں کا خاص اہتمام کرنا چاہئے، دعاء ماثورہ، کلمہ توحید کا کثرت سے ورد کرنا چاہئے۔ اس مبارک ماہ کو قرآن سے خاص نسبت ہے، اسی ماہ میں قرآن اتارا گیا، اس لیے قرآن کی تلاوت کا بھی خصوصی طور پر اہتمام کرنا چاہئے، اور اس مہینہ کی برکتوں کو پوری طرح وصول کرنا چاہئے۔ اس کے ایک لمحہ کی قدر کیجئے اور اللہ سے معافی کے طلب گار بنے رہئے اللہ ہم سب کو اس ماہ مبارک کی قدر کی توفیق بخشے۔

Scanned with CamScanner

یادوں کے چراغ

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

نسیم اختر صدیقی حزیں

مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ پٹنہ کے سابق استاذ، منکسر المزاج، اکابر امارت شرعیہ سے غیر معمولی محبت کرنے والے جناب محمد نسیم اختر صدیقی حزیں ساکن چندوارہ ہاؤس کہنہ سرائے بہار شریف، نالندہ نے 22 فروری 2024 مطابق 11 شعبان 1445ھ بروز جمعرات بوقت چھ بجے صبح پٹنہ کے میدانتا اسپتال میں آخری سانس لی، انہیں ضعف، کبرسنی کے ساتھ مسلسل ہچکیاں آنے لگی تھیں 2 فروری کو اسی مرض میں انہیں ہوسپٹل میں داخل کرایا گیا تھا، دیہاتی لوگوں کا خیال ہے کہ مسلسل ہچکیاں کسی کے یاد کرنے سے آتی ہیں، محمد نسیم اختر صدیقی صاحب نے جب دنیا کو الوداع کہا تو معلوم ہوا کہ اللہ انہیں یاد کر رہا تھا۔ جنازہ کی نماز بعد نماز جمعہ 23 فروری کو مولانا محمد شاکر صاحب پرنسپل مدرسہ عزیزیہ بہار شریف، ضلع نالندہ نے پڑھائی اور گگن دیوان قبرستان میں تدفین عمل میں آئی، پس ماندگان میں اہلیہ، دو بھائی اور ایک بہن کو چھوڑا، حافظ محمد ہمایوں اختر سیاست سے منسلک ہیں اور دوسرے صاحب زادہ ڈاکٹر محمد طلحہ صدیقی ہیں۔

جناب محمد نسیم اختر صدیقی بن مولانا ابوالمکارم صدیقی (1998-2009) بن شیخ ابراہیم بن شیخ بخور علی بن شیخ بخشو بن شیخ رمن کی ولادت 17 اپریل 1936 کو ضلع نالندہ کے علاقہ قدیم پور، چندوارہ گاؤں میں ہوئی، ان دنوں اس کا بلاک رہوئی ہے، 1946 کے فساد میں پورا خاندان بشمول والدہ زینب النساء بنت شیخ عبدالستار رئیس علاقہ قدیم پور چندوارہ شہید کر دی گئیں، صدیقی صاحب تعلیم کے سلسلے میں باہر تھے، اس لیے بچ گیے، اس کے بعد ان کے والد نقل مکانی کر کے بہار شریف آگیے اور یہیں کے ہو کر رہ گیے، صدیقی صاحب کی ابتدائی تعلیم حیدرآباد دکن میں ہوئی، جہاں ان کے چچا عبدالغفار صدیقی بسلسلہ ملازمت مقیم تھے، میٹرک ٹاؤن ہائی اسکول بہار شریف سے کیا، آئی ایس سی نالندہ کالج بہار شریف، بی ایس سی بی ایڈ مسلم یونیورسٹی علی گڈھ سے کرنے کے بعد ممبئی انجینئرنگ کالج سینٹ زبویر کالج سے انجینئرنگ کرنا شروع کیا، لیکن وہ بوجوہ اس کو مکمل نہیں کر سکے، 1967ء میں مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ پٹنہ میں سائنس کے معلم کی حیثیت سے بحالی عمل میں آئی اور یہیں سے 31 دسمبر 1999 کو سبکدوش ہوئے۔

صدیقی صاحب کی زوجہ جن سروری بیگم بنت مولوی عین الحق (م 1986) بن حاجی فرمان حسین چمپاپور، بختیارپور ضلع پٹنہ ہیں جو الحمد للہ حی القائم ہیں، ضعف و پیرانہ سالی کے دور سے گذر رہی ہیں، اب یہی خاندان کی سرپرست رہ گئی ہیں۔

صدیقی صاحب کا مزاج مذہبی اور علمی تھا، جو ان کو اپنے والد کی طرف سے ورثہ میں ملا تھا، 1952ء میں انہوں نے بہار شریف میں ادبی انجمن کی بنیاد ڈالی تھی اور قلمی رسالہ ستارہ صبح نکالا کرتے تھے، انہوں نے شاعری بھی کی اور خاندان کی شہادت کا غم جو دل و دماغ پر چھایا ہوا تھا اس کی وجہ سے حزیں تخلص اختیار کیا، پہلی غزل غالب کی زمین میں ان کے شعر پر تضمین کی شکل میں کہی جو نالندہ کالج کے مشاعرہ میں سنائی، اس مشاعرہ میں مشہور شاعر جگن ناتھ آزاد مرحوم بھی شریک تھے۔

صدیقی صاحب سے میرے تعلقات انتہائی قدیم تھے، جن دنوں میں مدرسہ احمدیہ ابابکر پور ویشالی میں تدریسی خدمات انجام دے رہا تھا، اس زمانہ میں مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ پٹنہ میں کثرت سے میرا آنا جانا ہوتا تھا، ان کا بارونق مرصع ڈاڑھی سے سجا ہوا چہرہ، مسکراتے سرخ لب، کسی کو بھی متاثر کرنے کے لیے کافی تھے، عرصہ دراز تک میں یہی سمجھتا رہا کہ وہ دینیات کے استاذ ہیں، یہ عقدہ بعد میں کھلا کہ وہ سائنس ٹیچر ہیں، یہ جان کر میرے دل میں ان کی وقعت اور بڑھ گئی، ان کی شفقت، توجہ اور خردنوازی نے دل پر اثر کیا، سبکدوشی کے بعد وہ بہار شریف رہنے لگے، لیکن تعلقات میں کمی نہیں آئی، جب بھی وہ پٹنہ تشریف لاتے تو مجھ سے ملنے امارت شرعیہ ضرور آتے، انہوں نے نسیم خزاں لکھی تو مجھے تبصرہ کے لیے دیا، لیکن بادی النظر میں نسیم اور خزاں کا جوڑ میری سمجھ میں نہیں آیا، اس لیے اس پر تبصرہ آنے سے رہ گیا، بعد میں معلوم ہوا کہ حزیں، خزاں ہو گیا، ان کی وفات کے بعد بھی کسی نے خزاں اور کسی نے خزیں لکھا، حالاں کہ وہ خزاں اور خزیں نہیں حزیں (حا) تھے، مغموم اور ملول۔

گذشتہ سال جب میں بہار شریف عازمین حجاج کی تربیت کے لیے مدرسہ عزیزیہ گیا تو وہاں سے فراغت کے بعد ان کے در دولت پر بھی حاضری ہوئی، انہوں نے بہار کی تاریخ کے اوراق الٹنے شروع کیے، میں دیر تک سنتا رہا، انہوں نے اپنے پاس بڑوں کے بہت سارے خطوط ہونے کا بھی ذکر کیا، میں نے تجویز رکھی کہ وہ اپنی یادداشت قلم بند کرا دیں اور خطوط کو بھی مرتب کر دیں، انہوں نے حامی بھر لی، ایک طالب علم بھی املا کرانے والا مل گیا تھا، انہوں نے لکھانا شروع کیا، لیکن صحت میں اتار چڑھاؤ آتا رہتا تھا، جس کی وجہ سے مسلسل یہ کام نہیں ہو پا رہا تھا، بالآخر وہ ادھورا ہی رہ گیا، اور ان کی حیات مستعار کا آخری ورق الٹ گیا۔

ابھی یکم مارچ کو مدرسہ اشاعت الاسلام کے جلسہ میں بہار شریف گیا تو ان کے صاحب زادہ ڈاکٹر طلحہ سے میں نے تعزیتی ملاقات کی اور ان کے مسودہ کو طباعت کے مرحلے سے گذارنے کی تجویز رکھی، الحمد للہ وہ پرعزم نظر آئے، بتایا کہ ابھی والد صاحب کی باقیات کو اکٹھا کر رہا ہوں، سب جمع ہو جائے تو پھر آگے کام بڑھاؤں گا، میں مطمئن ہو کر چلا آیا، اب انتظار ہے جب ان کی شاعری، ان کی نثری تحریریں منظر عام پر آئیں گی، یہی ان کے لیے بہترین خراج عقیدت ہوگا، میرے علم میں ہے کہ ان کا سینہ تاریخ کے دفینوں کا گنجینہ تھا، جنہیں گنج ہائے گراں مایہ کی حیثیت حاصل تھی، اس لیے میری توقعات یوں ہی سی نہیں ہیں۔

اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے، پس ماندگان کو صبر جمیل دے، آمین یارب العالمین۔ خاک میں کیا صورتیں ہوں گی کہ پنہاں ہو گئیں۔

کتابوں کی دنیا

ایڈیٹر کے قلم سے

(تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ہیں)

قطرہ قطرہ سمندر

حافظ امتیاز رحمانی، خانقاہ رحمانی اور امارت شرعیہ کے اکابر کے معتمد رہے ہیں اور ہیں، بہت پیاری اور موہنی صورت کے مالک ہیں، تصنیف و تالیف کے کام میں حضرت امیر شریعت سابع حضرت مولانا محمد ولی رحمانی رحمۃ اللہ علیہ کے جو چند لوگ خصوصی تربیت یافتہ ہیں، ان میں ایک اہم نام حافظ امتیاز رحمانی کا ہے، انہیں خانقاہ، جامعہ اور امارت شرعیہ سے والہانہ تعلق، عقیدت اور محبت ہے، یہ عقیدت ان کی رگوں میں خون بن کر گردش کرتی ہے، خارجی مظہر کے طور پر ان کی کئی کتابیں اشاعت پذیر ہو گئی ہیں اور انہیں مقبولیت بھی ملی ہے، حافظ صاحب سے مل کر دماغی تکان دور ہو جاتی ہے اور خوف و ہراس سے نجات ملتی ہے، وہ بولتے ہیں تو لگتا ہے کوئی بڑا اپنے تجربات و مشاہدات کی گٹھری کھول کر بیٹھا ہے اور سن و سال دیکھیے تو شاید میرے لڑکوں سے کچھ ہی بڑے ہوں۔

قابل ذکر بات یہ ہے کہ اس بار وہ خانقاہ کی چہار دیواری سے باہر نکل کر شاہ محمد صدیقی ایڈوکیٹ تک پہونچے ہیں اور ان کی نظموں، غزلوں اور قطعات کے مجموعہ کو قطرہ، قطرہ سمندر کے عنوان سے کتابی شکل میں جمع کر دیا ہے۔

شاہ محمد صدیقی کا بڑا گہرا تعلق حضرت امیر شریعت رابع اور امیر شریعت سابع سے رہا ہے اور ان کا شمار اس حوالہ سے مونگیر کے چند اہم لوگوں میں ہوتا ہے، وہ مشغلہ کے اعتبار سے ریلوے کے سابق ملازم ہیں، لیکن اپنی ملی و فکری افتاد طبع کی وجہ سے مونگیر کی کئی اہم تنظیموں میں سرگرم عمل رہے ہیں، وہ انجمن حمایت اسلام کے نائب صدر، رہبر اردو لائبریری کے صدر، اردو فورم مونگیر، مسلم پرسنل لا بورڈ اور امارت شرعیہ کے ارباب حل و عقد کے رکن ہیں، شاعری میں ان کو کس سے تلمذ حاصل ہے؟ مجھے نہیں معلوم، البتہ ان کے تعلقات مشہور ادباؤ شعراء سے رہے ہیں ان کے معاصرین میں پروفیسر مہدی علی، پروفیسر جابر حسین، اوج اکبرپوری، ڈاکٹر سہیل احمد اور مشکور بیگ وغیرہ کا نام قابل ذکر ہے۔

"قطرہ قطرہ سمندر" میں جو کلام شامل ہے اس میں حمد باری، نعتیہ قطعات، تمنائے حج، مدینہ سے لوٹنے والے، اپنا بھارت، کل کا ہندوستان، نوجوانوں کا بین الاقوامی سال، انتظار، آزادی کا دن، فیض احمد فیض اور سال نو نظم کی ہیئت میں ہے، ان نظموں میں سے بعض مخمس اور مسدس کے پیرائے میں ہیں، اس کے بعد چند غزلیں اور قطعات ہیں۔

اس طرح ہم کہہ سکتے ہیں کہ مرتب نے اس کتاب کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہے، پہلا حصہ نظم کے لیے مختص ہے، دوسرے حصہ میں غزل اور تیسرے حصے میں قطعات اور متفرقات ہیں، مجموعہ کے جو اشعار ہیں ان میں خیالات کی ندرت، تخیل کی رفعت ذرا کم ہے، البتہ جو خیالات باندھے گئے ہیں وہ عصر حاضر کی مضبوط عکاسی کرتے ہیں، شاعر کا عہد ہے کہ اب اس ملک میں کوئی اَن پڑھ نہیں رہے گا، اشک آنکھوں سے غریبوں کی نہ بہنے دیں گے، بھوک سے موت اب کسی انسان کی نہیں ہوگی، کوئی جسم ننگا نہیں رہے گا، ہر کنواری کی ہتھیلی پر رچے گی مہندی اور جہیز و تلک کی وجہ کر شادی اب نہیں ہوگی مہنگی، فٹ پاتھ پر کوئی آدم زاد نہیں سوئے گا، اور نفرت سے کوئی گھر برباد نہیں ہوگا، سارے مذاہب کی قدر کی جائے گی، فرقہ پرستی کے ہر نقش کو مٹا دیا جائے گا، دھرتی پر خوشیوں کی فصلیں اگیں گی، ہر طرف صرف اجالا ہی اجالا ہوگا، یہ نظم شاہ محمد صدیقی صاحب نے نوجوانوں کے بین الاقوامی سال 1998ء میں کہی تھی، یہ شاعر کا ایک خواب تھا جو اس نے دیکھا اور شعری پیکر میں ہم سب کو دکھایا، لیکن حالات مزید بد سے بدتر ہوئے اور ہمارا ہندوستان شاعر کے خوش نما خوابوں کا ساتھ نہیں دے سکا، اور اب جو روش ہے اس میں یہ سارے خواب ستارے توڑ لانے اور محبوبہ کے گلے کا گجرا بنانے جیسا لگتا ہے۔ شاعر کو بھی اس کا احساس ہے، وہ کہتے ہیں کہ

لیکن ایسا ہو نہیں پایا چاند چودھویں کا گہنا یا

اور پھر کہتے ہیں

کہیں یہ دو نیتی کا جھگڑا، کہیں یہ دو نیتا کا جھگڑا
دیکھ کے یہ سب دل روتا ہے، بھارت میں کیا کیا ہوتا ہے

اور جب وہ کہتے ہیں کہ

یوں تو قسمت میں اندھیرا ہی اندھیرا ہے مگر
سال نو آج کے دن کچھ تو اجالا دے دے

تو شاعر کی یاس و ناامیدی دل کو تڑپا دیتی ہے، صورت حال یہ بن گئی ہے کہ شاعر کو ان اندھیروں نے اس طرح گھیر لیا ہے کہ وہ سال نو کے دن کچھ اجالا مانگتا ہے، لیکن وہ بھی اس کی دسترس سے دور ہے، سال نو کے عنوان سے یہ نظم فیض اور جالب کے لب و لہجے اور آہنگ میں ہے، فرق صرف یہ ہے کہ فیض اور حبیب جالب انقلاب لا کر اجالا پیدا کرنا چاہتے ہیں اور سر جھکا کر چلنے کی رسم کو روندنا چاہتے ہیں اور تاج کے اچھالے جانے کا ذکر کرتے ہیں، جب کہ شاہ محمد صدیقی اسے انقلاب کے ذریعہ نہیں مانگ کر لینا چاہتے ہیں، انقلاب اور مانگنے میں جو فرق ہے وہ سب کو معلوم ہے۔

شاہ صدیقی کی غزلوں میں بھی فیض اور حبیب جالب کا رنگ جھلکتا ہے، شاہ کی غزلوں میں محبوبہ کے کاکل و گیسو کا ذکر کم ہے، اس لیے کہ اب داغ اسکول کی رومانیت عہد رفتہ کی بات ہو چکی، انسان مسائل کے انبار میں اس طرح دبا ہوا ہے کہ شاعر کو اعلان کرنا پڑتا ہے کہ مجھ سے پہلی سی محبت میرے محبوب نہ مانگ چنانچہ شاہ کا یہ شعر دیکھیے۔

فکر منزل ہے تو اٹھ، صبح کی تنویر نہ دیکھ
غم کے سائے سے نہ ڈر ظلمت تقدیر نہ دیکھ
عزم محکم سے پگھل جاتے ہیں لوہے کے سلاخ
رقص کرنا ہے تو پھر پاؤں کی زنجیر نہ دیکھ

شاہ صاحب کی غزلیہ شاعری خاصے کی چیز ہے، اس میں سلاست ہے، روانی ہے، بات کہنے کا سلیقہ ہے، خیالات میں سچائی اور مشاہدہ کی گہرائی قاری کو متاثر کرتی ہے، اس شعر کو پڑھ کر ان کے مشاہدے کی داد دینی پڑتی ہے۔ (بقیہ صفحہ ۶ ؍ پر)

Scanned with CamScanner

حکایات اہل دل

✍: مولانا رضوان احمد ندوی

ماہ رمضان میں یکسو ہو جائیے: حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوریؒ کے معمولات میں لکھا ہے کہ جب ۲۹؍شعبان کا دن ہوتا تھا تو اپنے مریدین ومتوسلین کو جمع فرما لیتے اور سب سے مل لیتے اور فرماتے کہ بھئی! اگر زندگی رہی تو اب المبارک کے بعد ملاقات ہوگی اور اپنے خادم کو بلاتے اور اسے ایک بوری دے دیتے اور فرماتے کہ رمضان المبارک میں جتنے خطوط آئیں وہ سب اس بوری میں ڈال دینا، زندگی رہی تو رمضان المبارک کے بعد ان کو کھول کر پڑھیں گے، رمضان المبارک میں ڈاک نہیں دیکھا کرتے تھے، فرماتے تھے کہ یہ مہینہ بس میں نے اپنے لئے مخصوص کرلیا ہے، اگر زندگی رہی تو اس کے بعد پھر دوستوں سے ملاقات ہوگی آپ کے ہاں پورا رمضان المبارک اعتکاف کی حالت میں گزارنے کا معمول تھا، ۲۹؍شعبان المعظم کے دن جو شخص آپ کی مسجد میں بستر لے کر جاتا اس کو مسجد میں بستر لگانے کی جگہ نہیں ملا کرتی تھی، دور دراز سے لوگ رمضان المبارک کا مہینہ وہاں گزارنے کے لئے آتے تھے اور پورا رمضان المبارک عبادت اور یادِ الٰہی میں گزار دیا کرتے تھے۔

مثبت سوچ کا فائدہ: حضرت ابوالحسن خرقانیؒ ہمارے سلسلے کے ایک بزرگ تھے، لیکن ان کی ایک آزمائش تھی کہ ان کے گھر میں بیوی بڑی تیز طرار تھی، وہ اس پر صبر کرتے تھے اور اس صبر پر اللہ نے ان کو ولایت عطا فرمادی تھی، چنانچہ ایک مرتبہ ایک مرید ان سے ملنے کیلئے آیا، اس نے گھر جا کر پوچھا کہ حضرت کہاں ہیں؟ بیوی نے کہا کہ کون حضرت؟ کہاں کے حضرت؟ اس نے کہا کہ جی میں ان سے ملنے کیلئے آیا ہوں، جواب دیا کہ جاؤ وہاں کہیں جنگل میں بیٹھے ہوں گے، وہیں مل لو، مرید سمجھ گیا کہ معاملہ ذرا نازک سا ہے، چنانچہ وہ حضرت سے ملنے جنگل آیا، مگر کیا دیکھتا ہے کہ حضرت شیر کے اوپر سوار ہو کر آرہے ہیں، یہ ایک کرامت تھی، جو اللہ نے ظاہر کردی، اب جب اس نے یہ دیکھا کہ حضرت تو جنگل میں شیر پر سواری کررہے ہیں اور گھر میں بیوی ان پر سواری کررہی ہے سوچنے لگا کہ یہ کیا معاملہ ہے؟ جب حضرت ان سے ملے تو حضرت نے بھی ان کو پہچان لیا اور فرمایا کہ دیکھو میں گھر میں بیوی کی اس تکلیف کا بوجھ اٹھاتا ہوں، اللہ تعالیٰ اس شیر کو میرا بوجھ اٹھانے پر لگا دیتے ہیں، تو جب یہ بات بتائی تو وہ مرید تو رخصت ہوا لیکن جب حضرت گھر آنے لگے تو دعا مانگی کہ اے اللہ! یہ عورت بہت ہی زیادہ غصہ والی ہے اور تیز طرار ہے، اے اللہ! کوئی ایسا معاملہ ہو کہ یہ عقیدت والی بن جائے تاکہ دین کے کام میں رکاوٹ نہ رہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک کرامت بخشی کہ وہ ہوا میں اڑنے لگ گئے اور اڑتے اڑتے اپنے گھر کے اوپر سے گزرے، جب واپس گھر آئے تو گھر میں داخل ہوتے ہیں، بیوی نے استقبال کیا کہ بڑے بزرگ بنے پھرتے ہو اور بڑے ولی بنے پھرتے ہو ولی تو وہ تھا جسے میں نے آج ہوا میں اڑتے ہوئے دیکھا۔
حضرت نے ان کی بات سن کر کہا کہ اللہ کی بندی وہ میں ہی تو تھا، جو یہاں سے اڑ کر گزر رہا تھا، میں نے اللہ سے دعا مانگی تھی، جب بیوی نے یہ سنا تو تھوڑی دیر سوچ کر کہنے گئی، اچھا آپ تھے، انہوں نے کہا، ہاں ہاں میں ہی تھا، کہنے لگی میں بھی سوچ رہی تھی کہ ٹیڑھا ٹیڑھا کیوں اڑ رہا ہے، اب سوچئے کہ گھر کیوں کر آباد ہو، لہٰذا منفی سوچ سے بچنے کی کوشش کریں اور مثبت سوچ رکھیں۔

ستانے والوں کو دعاؤں کا تحفہ: ایک مرتبہ حضرت ابراہیم بن ادہم نے حلق کروایا، یعنی ٹنڈ کروائی، وہ کشتی پر سوار ہو کر کہیں جا رہے تھے، اس وقت کشتیاں اتنی بڑی ہوتی تھیں کہ ان میں دو تین سو لوگ آسانی سے بیٹھ سکتے تھے، آپ کشتی میں ذکر واذکار میں مشغول ہو گئے، جب چھوٹے بچوں نے چمکتی ہوئی ٹنڈ دیکھی تو ان کو اچھی لگی، چھوٹوں کو کیا وہ تو بڑوں کو بھی اچھی لگتی ہے، ٹنڈ کروائیں تو اس پر ہاتھ پھیرنے کا اپنا مزہ ہوتا ہے، ایک بچے نے پاس آکر ان کے سر کے اوپر ہاتھ پھیرا تو اس کو مزہ آیا، دوسرے بچے نے بھی ہاتھ پھیرا تو اسے بھی مزہ آیا، اس نے تیسرے کو بتایا، حتی کہ بچے باری باری آتے رہے اور ان کی ٹنڈ پر ہاتھ پھیر کر جاتے رہے، ان میں سے ایک بچہ کچھ زیادہ ہی شرارتی تھا، جب وہ آیا تو اسے شرارت سوجھی اور اس نے ہاتھ پھیرنے کے بعد ایک تھپڑ سا لگا دیا، اس کے بعد دوسرے بچے نے بھی تھپڑ لگا دیا، اس کے بعد تیسرے نے بھی لگا دیا، بچے ان کو تھپڑ لگاتے رہے اور بڑے ان کو دیکھ کر ہنستے رہے، کشتی کے سب آدمی ان کا مذاق اڑاتے رہے، حتی کہ عجیب طوفانِ بدتمیزی بپا ہوا، جب انہوں نے اللہ کے ایک ولی کو اس طرح بہت زیادہ ایذا پہونچائی تو پھر اللہ رب العزت کی غیرت بھی جوش میں آگئی، چنانچہ اللہ رب العزت نے ان کو الہام فرمایا، اے ابراہیم بن ادہم! انہوں نے طوفان بدتمیزی بپا کرنے میں حد کردی ہے، اگر اس وقت تو دعا کرے تو میں کشتی کو الٹ دوں اور سب غرق ہو جائیں، جیسے ہی الہام ہوا حضرتؒ نے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی، اے اللہ! آپ ان سب کے دلوں کی کشتی کو الٹ دیجئے اور ان کو نیک بنا دیجئے، چنانچہ دعا قبول ہوئی اور کشتی میں جتنے تھے سب نے مرنے سے قبل ولایت کا انعام حاصل کیا۔

چراگاہ سے دربارِ خلافت تک: سیدنا حضرت عمر بن خطابؓ اپنے زمانہ خلافت میں ایک مرتبہ فوج کو لے کر مکہ مکرمہ کی پہاڑی پر چڑھ رہے تھے، دو پہر کا وقت تھا، چلچلاتی دھوپ تھی، ایک جگہ کھڑے ہو گئے اور نیچے وادی میں دیکھنا شروع کردیا، فوج ساری کھڑی ہے، پسینہ میں شرابور ہے، کوئی سایہ نہیں، بچاؤ کی صورت نہیں، سب پریشان ہو گئے، کسی نے کہا امیر المؤمنین، خیریت تو ہے؟ آپ یہاں کھڑے ہیں، فرمایا میں نیچے وادی میں دیکھ رہا ہوں، جہاں اسلام لانے سے پہلے میں اپنے اونٹوں کو چرانے آتا تھا اور لڑکپن میں مجھے اونٹ چرانے کا طریقہ نہیں آتا تھا، میرے اونٹ خالی پیٹ گھر جاتے تو میرا والد خطاب مجھے ڈانٹتا تھا، کوستا تھا، کہتا تھا کہ عمر کیا کامیاب زندگی گذارے گا، تجھے تو اونٹ بھی چرانے نہیں آتے ہیں، اس وقت کو یاد کررہا ہوں کہ جب عمر کو جانور چرانے نہیں آتے تھے اور آج اس وقت کو دیکھ رہا ہوں کہ جب اسلام اور قرآن کے صدقے سے اللہ نے عمر کو امیر المومنین بنا دیا ہے، یہ کتاب یوں اٹھاتی ہے، ہم بھی اگر اس کو پڑھیں گے اللہ رب العزت ہمیں بھی عزت عطا فرمائیں گے۔ (دوائے دل، ص: ۶۵)

عورت جو قرآنی آیتوں سے بات کرتی تھی: عبداللہ بن مبارکؒ نے ایک عورت کا واقعہ بیان کیا جو قرآن کریم کی آیتوں سے بات کا جواب دیا کرتی تھیں، اس واقعہ کی تفصیل بیان کرنے سے بات زیادہ لمبی ہو جائے گی تاہم فرماتے ہیں کہ میں ایک جگہ سویا ہوا تھا، میں نے دیکھا کہ کوئی سواری پر سوار میرے پاس آیا، میں نے پوچھا تو کون ہے؟ اُدھر سے جواب ملا! "سلام قولاً من رب رحیم" عورت کی آواز تھی، جب ان الفاظ میں سلام کیا، میں نے پوچھا، ماں کدھر سے آرہی ہو، ادھر سے جواب ملا "و اتموا الحج و العمرة لِلّٰه" میں پہچان گیا کہ عمرہ کر کے آرہی ہیں، میں نے پوچھا، یہاں کیسے ہو؟ کہنے لگی "من یضلل الله فلاهادی له" میں سمجھ گیا کہ یہ راستہ گم کر گئی ہیں۔ میں نے پوچھا اماں جان کہاں جانا چاہتی ہو؟ کہنے لگی "ادخلوا مصر ان شاء الله آمنین" میں سمجھ گیا یہ شہر جانا چاہتی ہے، چنانچہ میں نے ان کی سواری کی مہار پکڑ لی اور چلنا شروع کردیا، درمیان میں، میں نے پوچھنا چاہا تمہاری زندگی کیسی ہے، شوہر ہے یا نہیں؟ میں نے یہ بات پوچھی تو انہوں نے آگے آیت پڑھی "لَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ اِنَّ السَّمْعَ وَ الْبَصَرَ وَ الْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا" جب انہوں نے یہ آیت پڑھی میں سمجھ گیا کہ یہ اس بارے میں مجھ سے کوئی بات کرنا نہیں چاہتی، میں نے کچھ عربی کے اشعار شروع کردیئے، فرماتے ہیں اس نے آگے سے قرآن پڑھا "فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ" (اگر تمہیں کچھ پڑھنا ہی ہے تو قرآن پڑھو) کہنے لگے۔ میں قرآن پڑھتا رہا، جب شہر آگیا میں نے پوچھا یہاں کون ہے؟ کہنے لگی "اَلْمَالُ وَ الْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا" میں سمجھ گیا کہ ان کے بچے ہیں، پوچھا ان کا نام کیا ہے؟ فرمانے لگی، ابراہیم و اسماعیل و اسحٰق میں سمجھ گیا کہ ان کے تین بچے ہیں اور یہ ان کے نام ہیں۔ جب دروازہ پر جا کر آواز لگائی تو تین خوبصورت نوجوان جن کے چہرے پر اتنا نور تھا، اتنی جاذبیت تھی کہ بندے کی نگاہ ہٹتی نہیں تھی، ہیرے اور موتی کی طرح چمکتے چہروں والے وہ نوجوان آئے، ان کے چہروں پر تقویٰ کے آثار تھے، نیکی کے آثار تھے، فرماتے ہیں کہ میں تو ان کے حسن وجمال کو دیکھتا ہی رہ گیا، وہ آئے اپنی والدہ سے ملے وہ خوش ہوئے، امی ہم تو پریشان تھے، آپ کہاں رہ گئیں، اب ان کی ماں نے کہا "وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ" جب انہوں نے یہ الفاظ کہے تو بچوں نے فوراً دسترخوان بچھا دیا، کھانے کیلئے جو کچھ ان کے پاس تھا، نکال کر رکھ دیا اور کہا آپ کھا لیجئے، میں نے انکار کیا تو کہنے لگی "اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ" میں سمجھ گیا اللہ کی رضا کیلئے کچھ کھلانا چاہتی ہے، میں نے کھا لیا، کھانے کے بعد میں ایک طرف کو جانے لگا تو انہوں نے مجھے الوداعی بات کہی "اِنَّ هٰذَا كَانَ لَكُمْ جَزَآءً وَّ كَانَ سَعْيُكُمْ مَّشْكُوْرًا" میں بڑا حیران، میں نے ان کے بچے سے پوچھا یہ آپ کی ماں کا عجیب معاملہ ہے، جب سے یہ مجھے ملی تب سے ہر بات کے جواب میں قرآن پاک کی آیت پڑھتی ہیں، انہوں نے کہا کہ ہماری والدہ قرآن پاک کی حافظہ ہیں، حدیث کی عالمہ ہیں ان کے دل میں خشیت الٰہی اتنی آچکی ہے، یہ سوچتی ہیں کہ قیامت کے دن جب میرے نامہ اعمال کو کھولا جائے گا کہیں ایسا نہ ہو اس میں الٹی سیدھی گفتگو درج ہو، پچھلے بیس سال سے ان کی زبان سے قرآن پاک کی آیت کے سوا کچھ نہیں نکلا، سبحان اللہ (سکون دل: ۱۷۷)

تخت خلافت پر بھی زاہدانہ زندگی: حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ وقت کے خلیفہ تھے، ایک مرتبہ آپ اپنے کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے، آپ نے اپنی بیٹی کو آواز دی کہ بیٹی! میرے لئے پانی کا پیالہ لاؤ، کافی دیر گزر گئی مگر بیٹی نہ آئی، آپ نے پھر سختی سے بلایا، بیوی نے آکر پوچھا کیا ہوا؟ فرمایا، میں نے بیٹی سے کہا کہ پانی کا پیالہ لا، اتنی دیر ہو گئی ہے، وہ ابھی تک پانی کا پیالہ لے کر نہیں آئی، کتنی نافرمان بنتی جا رہی ہے، بیوی فاطمہ نے کہا، آپ کی بیٹی نافرمان نہیں، اس نے کو کپڑا پہنا ہوا تھا (شلوار) وہ پھٹ گیا تھا، وہ دوسرے کمرے میں اس شلوار کو اتار کر بیٹھی سی رہی ہے، اس کو سینے اور پہنے بغیر وہ کیسے آسکتی ہے، وقت کا خلیفہ ہو اور اس کی بیٹی کے پاس پہننے کے لئے صرف ایک لباس ہو، یہ ان حکمرانوں کے امین ہونے کی دلیل ہے، اس میں شک نہیں ہے کہ وہ خزانوں کی کنجیوں کے مالک تھے، مگر ان کا غلط استعمال نہیں کیا کرتے تھے، شاہی ملنے کے باوجود انہوں نے فقیرانہ زندگی اختیار کی ہوئی تھی۔

قرآن وحدیث میں طب کے رہنما اصول: ہارون الرشید کا زمانہ تھا، بادشاہ کے پاس ایک عیسائی پادری آیا جو بڑا اچھا معالج اور حکیم بھی تھا، اس نے بادشاہ سے کہا کہ میں آپ سے ایک بات کرنا چاہتا ہوں، چنانچہ اسے موقع دیا گیا، اس نے کہا کہ میں دین کا علم بھی رکھتا ہوں اور حکمت کا علم بھی جانتا ہوں، آپ سے میں یہ پوچھتا ہوں کہ آپ جو یہ کہتے ہیں کہ قرآن مجید میں تمام اصولِ زندگی موجود ہیں، کیا قرآن مجید میں انسان کی صحت کے متعلق بھی کوئی اصول بتایا گیا ہے، ہارون الرشید نے اپنے پاس موجود علماء سے کہا کہ آپ اس کے سوال کا جواب دیں، چنانچہ ایک عالم "علی بن حسین" کھڑے ہوئے اور انہوں نے فرمایا: جی ہمیں قرآن مجید میں جسمانی صحت کے بارے میں ایک بڑا Golden Rule (سنہری اصول) بتایا گیا ہے۔ پوچھا گیا کہ وہ گولڈن رول کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "كُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا" (الاعراف: ۳۱)
کھاؤ پیو مگر اسراف نہ کرو یعنی Over Eating (بسیار خوری) نہ کرو، بلکہ جتنی ضرورت ہے اتنا کھائیے، یہ جو Over eating (زیادہ کھانے) سے منع کیا گیا ہے، یہ ایک ایسا بہترین اصول ہے کہ اگر انسان اس پر عمل کرے تو اس کو زندگی میں بیماریاں آنے کے Chances بہت کم ہو جاتے ہیں۔
وہ حکیم یہ سن کر کہنے لگا کہ میں حکیم ہوں اور میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ یہ ایک بہترین اصول ہے، اس نے پھر کہا، کیا تمہارے نبی علیہ السلام نے بھی روحانی تعلیمات کے ساتھ ساتھ جسمانی صحت کے بارے میں بھی کوئی اصول بتایا ہے کہ آدمی اپنے جسم کا خیال کیسے رکھ سکتا ہے؟ وہ عالم کہنے لگے، جی ہاں، اللہ رب العزت کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں جسمانی صحت کے بارے میں بڑا انمول اصول بتا دیا ہے، چنانچہ انہوں نے حدیث پاک بیان کی جس کا اردو ترجمہ یہ ہے۔
"معدہ تمام بیماریوں کی بنیاد ہے، تم جسم کو وہ دو جس کی اس کو ضرورت ہے اور پرہیز علاج سے بہتر ہے"۔ جب عیسائی حکیم نے علی بن حسین کے زبان سے قرآن وحدیث میں موجود طب کے یہ رہنما اصول سنے تو وہ کہنے لگا، تمہاری کتاب اور تمہارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جالینوس کے لئے کوئی طب نہیں چھوڑی۔.....اللہ اکبر

Scanned with CamScanner

قرآن مجید کا ایک بھلایا ہوا حق

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

رمضان المبارک کے مہینہ کوقرآن مجید سے ایک خاص مناسبت ہے، مفسرین کے بیان کے مطابق اس مہینہ میں قرآن مجید لوحِ محفوظ سے آسمانِ اول پر بھیجا گیا، پھر اسی مبارک مہینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن اترنا شروع ہوا، اس ماہ میں حضرت جبرئیلؑ کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن مجید کا دور فرمایا کرتے تھے، اس ماہ میں ایک مستقل نماز ''تراویح'' کی رکھی گئی، تاکہ اس میں پورا قرآن مجید بحالتِ نماز پڑھا اور سنا جائے، اس لئے یہ مہینہ ہمیں قرآن مجید کے حقوق اور اس مبارک کتاب کی نسبت سے ذمہ داریوں کی طرف ہمیں متوجہ کرتا ہے۔

قرآن مجید کے بہت سے حقوق ہیں، قرآن مجید کے الفاظ چوں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں، اس لئے اس کتاب کی تلاوت اور اس کے الفاظ کا تکرار، پھر اس تلاوت میں بھی قرآن کو صحیح طریقہ پر اور عمدگی کے ساتھ ادا کرنے کا اہتمام، قرآن مجید کے معانی و مفاہیم کو سمجھنے کی کوشش کرنا، جو لوگ عربی زبان سے واقف ہوں اور انھوں نے اسلامی علوم کی تحصیل کی ہو، وہ علماء ربانی کے مستند تراجم قرآنی سے استفادہ کر سکتے ہیں، قرآن مجید کا حق اس کا احترام اور اس پر یقین و ایمان بھی ہے، قرآن مجید کے حقوق میں سے ایک اہم ترین حق قرآن پر عمل کرنا ہے، جن چیزوں پر عمل کرنا ہے، جن چیزوں کو قرآن نے حلال قرار دیا ہے، ان سے فائدہ اُٹھانا اور جن چیزوں سے منع کیا ہے ان سے باز رہنا، قرآن پر عمل کرنا ہے اور اسی سے آدمی کی نجات متعلق ہے، یہ وہ حقوق ہیں جن پر کسی نہ کسی درجہ میں عمل کی کوشش کی جاتی ہے، قرآن کی تلاوت کی جاتی ہے، تلاوت کا طریقہ سکھایا جاتا ہے، قرآنی تعلیمات سے واقف ہونے کی کوشش کی جاتی ہے، حسبِ توفیق لوگ قرآن پر عمل کرتے ہیں، قرآن پر ہمارا ایمان و یقین ہے کہ ہر شک وشبہ سے بالاتر ہے اور ہر مسلمان کے لئے یہ کتاب چشم عقیدت کا سرمہ ہے اور وہ اس کتاب کی بے حرمتی کا تصور بھی نہیں کر سکتے، غرض کہ ان حقوق کو کوتاہی کے ساتھ ہی سہی کچھ نہ کچھ ادا کیا جاتا ہے۔

لیکن قرآن کا ایک اور حق بھی ہے، بھلایا اور فراموش کیا ہوا حق، ایسا حق کہ جس کی طرف ہمارا ذہن بھی نہیں جاتا اور جس کو ادا کرنے کے لئے ہمارے سینہ میں کوئی عزم بیدار نہیں ہوتا، یہ حق ہے اللہ کی اس کتاب کو اللہ کے بندوں تک پہنچانا، قرآن مجید کی ایک صفت ''ہدیٰ'' ہونا ہے، ہدیٰ کے معنی سراپا ہدایت کے ہیں، ہدایت و رہنمائی کے لئے ضروری ہے کہ یہ کتاب ان لوگوں تک پہنچائی جائے جو ہدایت سے محروم ہیں، قرآن کسی خاص قوم کی جاگیر یا ملکیت نہیں ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی امانت ہے اور اس امانت کا حق ہے کہ اسے پوری انسانیت تک پہنچایا جائے۔

قرآن مجید میں ساڑھے چھ ہزار سے زیادہ آیتیں ہیں، ان میں سے پانچ سو آیات احکام سے متعلق ہیں، جن میں عملی زندگی کے بارے میں شرعی قوانین بیان کئے گئے ہیں، جیسے نماز، روزہ، حج، زکوۃ، قربانی، نکاح، طلاق، جرم وسزا وغیرہ، بقیہ آیات براہِ راست یا بالواسطہ دعوتِ دین سے متعلق ہیں، یا تو ان میں لوگوں کو ایمان کی دعوت دی گئی ہے یا انبیاء کے دعوتی واقعات اور قصص کو ذکر فرمایا گیا ہے، غرض یہ ایسا فریضہ ہے جو قرآن مجید کے تقریباً نوے فیصد مشتملات کا نچوڑ اور اس کا خلاصہ ہے، خود قرآن مجید میں تبلیغ قرآن کے فریضہ کی طرف متوجہ کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے: یا ایها الرسول! بلغ ما انزل إليک من ربک وإن لم تفعل فما بلغت رسالته و يعصمک من الناس، ان لا يهدى القوم الكافرين. (المائدہ:۶۷)

اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! جو کتاب آپ کے پروردگار کی طرف سے نازل کی گئی ہے، اسے پہنچا دیجئے، اگر آپ نے ایسا نہیں کیا تو آپ نے رسالت کا حق ادا نہیں کیا، اور اللہ تعالیٰ لوگوں سے آپ کی حفاظت فرمائیں گے، بے شک اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا جو کفر پر بضد ہیں۔

غور کیجئے! اس آیت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کتنی بلیغ تاکید کے ساتھ تبلیغ قرآن کا حکم دیا جارہا ہے اور یہ بھی فرمایا جارہا ہے کہ اگر آپ نے یہ کام نہیں کیا، تو آپ نے رسالت و پیغمبری کا حق ادا نہیں کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس ذمہ داری کا اس قدر احساس تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پوری زندگی راتوں کو انسانیت کی ہدایت کے لئے خدا کے سامنے رونے، گڑگڑانے اور التجا کرنے میں گزاردی اور دن بندگانِ خدا کو اللہ کی طرف بلانے اور بندوں کو خدا سے جوڑنے میں صرف کیا، اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف میں پتھر کھائے اور لہولہان ہو گئے، اُحد میں چہرۂ مبارک کا زخمی ہونا گوارہ فرمایا، شعبِ ابی طالب میں بھوک و پیاس کی لذت اُٹھائی، مکہ سے تلواروں کے سایہ میں مدینہ کے لئے روانہ ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عم محترم کا کلیجہ چبایا گیا اور آپؐ کی صاحبزادی کو طلاق دی گئی، ان ساری آزمائشوں اور ابتلاؤں اور مخالفتوں و عداوتوں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیوں کر گزرے؟ اسی لئے کہ حق رسالت کی یہ ذمہ داری ادا ہو۔

چنانچہ حجۃ الوداع کے موقع پر جب ایک لاکھ سے زائد صحابہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اثر انگیز الوداعی خطبہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے دریافت فرمایا کہ کیا ہم نے تم تک اللہ کے دین کو پہنچادیا، هل بلغت؟ تم اس بارے میں کیا کہو گے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ہم گواہ ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم تک اللہ کی کتاب پہنچادی، نبوت کا حق ادا فرما دیا اور ہمارے ساتھ خیر خواہی کا معاملہ فرمایا: ''نشهد انک قد بلغت واديت ونصحت'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا:

اے اللہ! آپ گواہ رہیں، اے اللہ! آپ گواہ رہیں، اے اللہ! آپ گواہ رہیں۔ (مسلم باب حجۃ النبی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت کا سلسلہ تمام ہو چکا ہے، لیکن یہ دین قیامت تک کے لئے ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ابدی اور دائمی ہے، اس لئے جو ذمہ داری پیغمبروں اور رسولوں پر تھی، وہ اب اس اُمت کے سر آگئی ہے، اور اسے قیامت تک اس فریضہ کو انجام دینا ہے، اگر آپ نے نماز پڑھ لی، روزے رکھ لئے، زکوۃ ادا کی، حج کا اہتمام کیا، مامورات پر عمل کیا، اور منہیات سے اپنے آپ کو بچایا، لیکن ان بندوں تک دین کو پہنچانے کی کوشش نہیں کی جو ہدایت سے محروم ہیں، تب بھی آپ کا عمل قرآن کی دس فیصد سے بھی کم ہی آیات پر ہوا، اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کو اُٹھا کر دیکھیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ کا نوے فیصد حصہ دعوتِ دین ہی میں گزرا ہے، جہاد بھی اصل میں دعوتی جدوجہد ہی سے عبارت ہے، دعوتِ دین اور تبلیغ قرآن سے غفلت کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے سیرتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت بڑے حصہ کو نظر انداز کر دیا ہے اور ان کے لئے اپنی زندگی میں کوئی حصہ نہیں رکھا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ کے ارشاد پر غور فرمایئے کہ اس آیت میں دعوت کے ثمر اور نتیجہ کو بھی بیان فرمایا گیا ہے، آخرت کا اجر تو بے شمار ہے ہی، لیکن دنیا میں دعوت کا نتیجہ ''عصمت من الناس'' (لوگوں سے حفاظت) کی صورت ظاہر ہوگا، یوں تو ''ناس'' (لوگوں) میں پوری انسانیت شامل ہے، لیکن ایک بڑے صاحبِ نظر مفسر کا بیان ہے کہ قرآن مجید میں اکثر ''ناس'' سے مشرکین اور کفار مراد لئے جاتے ہیں، گویا اس آیت میں خاص طور پر غیر مسلموں سے تحفظ کی طرف اشارہ ہے اور اگر اس کے ساتھ ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کو سامنے رکھئے کہ جب اُمت امر بالمعروف اور نہی عن المنکر یعنی بھلائی کی طرف بلانے اور برائی سے روکنے کو چھوڑ دے گی تو اُمت پر ظالموں کا تسلط ہو جائے گا، تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ دعوت کا نتیجہ لوگوں سے تحفظ ہے، اور دعوت کو چھوڑنے کا نتیجہ ظالموں کا تسلط۔

آج پوری دنیا میں مسلمانوں کے لئے سب سے بڑا مسئلہ یہی ہے، کہ ہر جگہ یہاں تک کہ عالم اسلام کے قلب میں بھی یہود و نصاریٰ کا تسلط ہے اور مسلمان اپنے آپ کو خواہ وہ اکثریت میں ہوں یا اقلیت میں، غیر محفوظ اور غیر مامون محسوس کر رہے ہیں، اس کا حل اس کے غیبی نظام کے مطابق ہے، جس پر ہمارا ایمان دیدہ وشنیدہ چیزوں سے بھی بڑھ کر ہونا چاہئے، یہی دعوت الی اللہ کا کام ہے، افسوس کہ عیسائی دنیا کروڑوں کی تعداد میں بائبل شائع کرتی ہے اور ہر علاقہ میں وہاں کی زبان میں پہنچائی جاتی ہے، ہم دین حق کے حامل ہیں اور خدا کی آخری کتاب ہمارے پاس محفوظ ہے، لیکن ہمیں اللہ کی بھیجی ہوئی اس امانت کو اللہ کے بندوں تک پہنچانے کی توفیق نہیں، کیا یہ بہتر نہ ہوتا کہ ہم اپنے مروجہ جلسے، جلوس کو کم کر کے برادران وطن کے اجتماعات رکھتے اور دردمندی کے ساتھ ان کے سامنے قرآنی تعلیمات کو رکھتے؟ کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ ہم اپنی دعوتِ افطار میں غیر مسلم بھائیوں کو مدعو کریں اور اس سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے ان کے سامنے اللہ کا پیغام پہنچائیں؟ کیا ہماری یہ ذمہ داری نہیں کہ ہم قرآن مجید کے ترجمے مقامی زبانوں میں غیر مسلم برادرانِ وطن تک پہنچائیں، اور انھیں بتائیں کہ یہ صرف ہماری نہیں آپ کی بھی کتاب ہے اور صرف ہمارے نہیں، ہمارے آپ کے سبھوں کے خدا نے محبت کا یہ سندیش دنیا کو بھیجا ہے۔

اگر قیامت کے دن خدا کے سامنے ہمارے غیر مسلم پڑوسی کھڑے ہو جائیں کہ ہمارے اس پڑوسی کے پاس آپ کی کتاب تھی اور اس نے ہم تک نہیں پہنچایا، کچھ غیر مسلم کھڑے ہو جائیں کہ ہماری دوکان اور کارخانہ میں فلاں فلاں مسلم بھائی کام کیا کرتے تھے اور بظاہر ہمارا کاروبار اس کے لئے رزق کا ذریعہ تھا، لیکن کبھی اس نے ہم تک آپ کی بھیجی ہوئی سوغات نہیں پہنچائی، اگر غیر مسلم مزدور کھڑے ہو جائیں کہ ہم نے گاڑھے پسینے بہا کر ان مسلمانوں کے عشرت کدے تعمیر کئے، لیکن ان مسلمانوں نے کبھی دوزخ کے آتش کدہ کی طرف ہمارے بڑھتے ہوئے قدم کو تھامنے کی کوشش نہیں کی، اور اگر اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اُمت سے سوال کر بیٹھیں کہ جس کتاب کو پہنچانے کے لئے ہم نے پتھر کھائے، چوٹیں سہیں، جان قربان کرنے کے خوف کو قبول کیا، تم نے اس کے لئے اپنی زبان اور اپنی زندگی کا تھوڑا سا وقت بھی خرچ نہیں کیا؟ تو سوچئے خدا اور اس کے رسول کے سامنے ہم لوگ کس قدر شرمسار ہوں گے اور کیوں کر ان سوالات کے جوابات دے سکیں گے؟؟

بقیہ کتابوں کی دنیا

عزم وایثار و وفا کے تھے جو پیکر کل تک — جنس بازار کی مانند دکاں تک پہونچے
کون بتلائے بھلا شرح محبت کیا ہے — شیخ و واعظ بھی فقط سود وزیاں تک پہونچے
خیر مقدم کے لیے آئے مسائل سارے — شام کو لوٹ کے جو اپنے مکاں تک پہونچے

شاہ صاحب نے قطعات بھی کہے ہیں، ان کے موضوعات میں تنوع ہے، عمر کی اس منزل میں جس میں وہ جی رہے ہیں، ایک قطعہ میں اپنے حالات کا ذکر کیا ہے۔

الجھے الجھے سے خیالات لیے جیتے ہیں — ذہن میں حلقے سوالات لیے جیتے ہیں
سوچتے ہیں کہ تمہیں دیں بھی تو کیا دیں آخر — ہم خود آنکھ میں برسات لیے جیتے ہیں

شاہ صاحب کا یہ مجموعہ اردو کے شعری مجموعے میں ایک اضافہ ہے، حافظ محمد امتیاز رحمانی صاحب نے اسے جمع کر کے شعروادب کے عاشقوں پر احسان کیا ہے، اللہ کرے یہ مجموعہ قبول عام وتام پالے، یہ نام نیک کی بقا کا بھی سبب ہوگا، اور حافظ محمد امتیاز رحمانی کے لیے ادبی دنیا میں دخول کا بھی۔ مرحبا، خوش آمدید، اھلا وسہلا مرحبا

Scanned with CamScanner

میثاقِ مدینہ- پہلا تحریری معاہدہ

ریاض فردوسی

سیاسی دنیا کی تاریخ کی ورق گردانی کی جائے اور تجزیاتی مطالعہ کیا جائے تو یہ امر روز روشن کی طرح سامنے آتا ہے کہ دنیا کا سب سے پہلا اوراق وصفحات پر رقم کردہ دستور ہونے کا شرف میثاق مدینہ کو حاصل ہے۔ مدینہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کئے جانے والے ابتدائی اقدامات میں ایک بڑا نمایاں اقدام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مدینہ کے دوسرے تمام نمایاں قبائل اور خاندانوں سے ہونے والا معاہدہ تھا خوش قسمتی سے ابن اسحٰق نے اس قابل قدر دستاویز کو جسے ''دستور ریاست مدینہ،، کا نام دیا جاتا ہے محفوظ رکھا۔ اس دستور سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظیم سیاسی حکمت عملی ظاہر ہوتی ہے کیونکہ اس کے نتیجے میں ہی اس مثالی امت کی تشکیل کی راہ ہموار ہوئی جس کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جدوجہد کی تھی۔ یہ ریاست (قانون الہیہ کے) پس منظر سے متعلق تھی اور عملی غور وخوض سے تشکیل پذیر ہوئی تھی، اور اس میں اعلیٰ تر اختیار اللہ اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہی تھا۔ جن کے سامنے تمام اہمیت کے معاملات پیش ہوتے تھے۔ اس دستور میں امت مسلمہ کے ساتھ ساتھ یہود اور غیر مسلموں کو بھی امت میں شامل کیا گیا تھا۔ میثاقِ مدینہ میں خصوصیت سے بنی اسرائیل، مدینہ کے قبائل اور قبائل کے سردار شامل تھے۔ اس معاہدے کی روح یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر مسلموں کو غیر مسلم رہتے ہوئے اسلامی ریاست کا شہری مانا، اُن کے حقوق طے کیے اور یہ اہداف طے کیے کہ کس طرح سے مل کر مدینہ کا دفاع کریں گے۔ طے ہوا کہ یہود اپنے دفاعی اخراجات خود برداشت کریں گے اور مسلمان اپنے دفاعی اخراجات خود برداشت کریں گے۔ میثاق مدینہ کی رو سے مختلف عقائد کے حامل افراد ایک ریاست کے شہری ہو سکتے تھے اور اپنے اپنے دین پر قائم رہتے ہوئے مشترک تعلقات (joint relationship) کے ساتھ ریاست کا نظام چلایا جا سکتا تھا، یعنی ایک یہ کہ مسلمانوں کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بحیثیت نبی ماننا اور ریاست کا سربراہ ماننا، اور غیر مسلموں کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی تسلیم نہ کرتے ہوئے بھی انھیں ریاست کا سربراہ ماننا، آخری سیاسی اتھارٹی تسلیم کرنا۔ پھر یہ کہ ایک اسلامی قیادت اور اسلامی مملکت کا غیر مسلموں کے حقوق اور ان کے مقام کا تعین کرنا تھا۔

میثاق مدینہ سے قبل مدینہ میں یہود کے دس قبائل تھے۔ جو باہم ایک طویل خونریز جنگ میں مبتلا رہتے تھے۔ ان کے سامنے صلح کی ایک تجویز پیش کرنا ایک کمال تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس منتشر قوم کے سامنے پہلی مرتبہ ایک قوم کا تصور دیا، شہریوں کے حقوق وفرائض کی نشاندہی فرمائی، ان کے قدیم رواج اور قبائلی نظام کو برقرار رکھتے ہوئے مدینہ میں ایک امت اور ایک ملت کی تجویز رکھی۔ مذہبی آزادی اور قبائل کے داخلی کلی اختیار کے ساتھ بیرونی حملوں کی مدافعت اور باہمی اختلافات کے تصفیہ کی بنیاد پر ان سارے قبائل کو متحد فرمایا۔ چنانچہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ کے والد کے مکان پر سارے مسلم وغیر مسلم قبائل کے نمائندوں کا اجتماع ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تجویز پر سارے قبائل بیرونی حملوں کے دفاع اور اندرونی مسائل کی یکسوئی کے لئے ایک چھوٹی سی ریاست کی تشکیل پر متفق ہو گئے اور سبھوں نے باتفاق آراء نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جدید ریاست کا حاکم اعلی منتخب کیا۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرتِ مدینہ سے قبل مدینہ کی سرزمین کسی باقاعدہ دستور یا نظام نہ ہونے کی وجہ سے خونریزی اور قتل وغارت کا شکار بنی ہوئی تھی۔ ہر طرف بدامنی، افراتفری، خونریزی، بربریت اور نفاق کا دور دورہ تھا۔ اُس دور میں انصارِ مدینہ کے دو قبائل اوس اور خزرج آباد تھے۔ دوسری طرف یہود کے تین قبیلے بنوقینقاع، بنونضیر اور بنوقریظہ تھے جو پورے یثرب پر غالب تھے۔ ویسے تو وہاں قبائلی نظام موجود تھا مگر اُس نظام کے اندر کسی انسان کی عزت وآبرو، جان و مال کی حفاظت اور اُس کے مذہبی و روایتی رسوم ورواج اور ثقافت کے تحفظ کی کوئی ضمانت نہیں تھی۔ یہ سب طبقات کسی ایسے مسیحا کی تلاش میں تھے جو وہاں امن وامان قائم کر سکے اور لوگوں کی جان و مال اور عزت وآبرو کا تحفظ یقینی بنا سکے۔ گردشِ دوراں کے مارے مفلوک الحال لوگوں نے جب پیغمبر رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مسیحا کے طور پر پہچان لیا، کیونکہ وہ جان چکے تھے کہ ان کی تعلیمات امن وآشتی پر مبنی، محبت پر استوار، رواداری پر ایستادہ، اخوت و بھائی چارے پر مبنی اور داخلی وخارجی دونوں طرح کے امن کی ضامن ہیں۔ اس پر یہ ذات رحمت صلی اللہ علیہ وسلم ہر طرح کے فسق وفجور کے خاتمے کی ضمانت بھی فراہم کرتی ہیں۔ وہ ہر طرح کے معاشرتی، معاشی اور سیاسی استحصال کے خاتمے کی ضامن بھی ہیں۔ وہ دولت کی مساویانہ تقسیم اور آسائش میں سب کو شریک اور امن وامان میں سب کو ذمہ دار بنانے پر قائم ہیں۔ انہوں نے ان روشن اور فلاحی حقائق پر متفقہ طور پر آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا پیشوا تسلیم کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بلاشرکتِ غیرے سربراہِ ریاست منتخب کر لیا۔

میثاق مدینہ پہلا تحریری معاہدہ ہے۔ جس نے آج سے ساڑھے چودہ سو سال قبل انسانی معاشرے میں ایک ایسا ضابطہ قائم کیا جس سے شرکائے معاہدہ میں سے ہر گروہ اور ہر فرد کو اپنے اپنے عقیدے پر کاربند رہتے ہوئے آزادی کا حق حاصل ہوا۔ یہودیوں کی مدینہ کی سیاست اور قیادت کا خاتمہ ہوا اور اسلام کا غلبہ ہونے لگا۔ یہودیوں کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قیادت کو تسلیم کرنے سے مسلمانوں کی سیاست پر بڑا اہم اثر پڑا۔ اس معاہدے کی اہمیت یوں بھی نمایاں ہوئی کہ یہ دنیا کا پہلا بین الاقوامی تحریری معاہدے ہے جو 622ء میں ہوا۔ یہ پہلا تحریری بین الاقوامی منشور ہے جس میں ایک غیر قوم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قیادت کو قبول کیا۔ میثاق مدینہ کے چند اہم نکات۔

تمام مسلمان اپنے آپ کو رضا کار سمجھیں گے۔ مسلمان آپس میں امن واتحاد قائم رکھیں گے جو اسلام کی بنیاد ہے۔ اگر ان میں کوئی اختلاف ہو تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیصلے کو تسلیم کریں گے۔ مسلمانوں کے مختلف عناصر کو حقوق وفرائض کے لحاظ سے مساوی سمجھا جائے گا۔ فوجی خدمت سب کے لیے ضروری ہوگی۔ قریش مکہ کو پناہ نہیں دی جائے گی۔ تمام مہاجرین کو ہر معاملات میں ایک قبیلہ کی حیثیت دی گئی جبکہ اس منشور کی روشنی میں انصار کے قبائل کو اسی شکل میں تسلیم کیا گیا۔ تمام معاملات کے لیے اور آپس میں اختلافات کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فیصلہ قطعی ہوگا۔ دوسرے حصے کا تعلق یہودیوں کے تینوں قبائل سے تھا جس کے اہم نکات مندرجہ ذیل ہیں: مدینہ میں رہتے ہوئے یہودیوں کو مذہبی آزادی ہوگی۔ مدینہ کا دفاع جس طرح مسلمانوں پر لازم ہے اسی طرح یہودی بھی اسے اپنی ذمہ داری سمجھیں گے۔ بیرونی حملے کے وقت مسلمانوں کے ساتھ ساتھ متحد ہو کر مدینہ کے دفاع میں حصہ لیں گے۔ ہر قاتل سزا کا مستحق ہوگا۔ مسلمان کے قتل ناحق پر اگر ورثا رضامندی سے خوں بہا لینے پر آمادہ نہ ہوں تو قاتل کو جلاد کے حوالے کیا جائے گا۔ تمدنی وثقافتی معاملات میں یہودیوں کو مسلمانوں کے برابر حقوق حاصل ہوں گے۔ یہودی اور مسلمان ایک دوسرے کے حلیف ہوں گے۔ کسی سے لڑائی اور صلح کی صورت میں دونوں ایک دوسرے کا ساتھ دیں گے۔ مسلمانوں پر جارحانہ حملے کی صورت میں یہودی مسلمانوں اور یہودیوں پر حملے کی صورت میں مسلمان ان کا ساتھ دیں گے۔ قریش یا ان کے حلیف قبائل کی یہودی مدد نہیں کریں گے۔ یہودی اور مسلمانوں کے درمیان کسی قسم کے اختلافات کی صورت میں عدالت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہوگی اور ان کا فیصلہ قطعی ہوگا۔ اسلامی ریاست کی سربراہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات ہوگی اور یہودی بھی آپ کی قیادت وسیادت تسلیم کریں گے۔ اس طریقے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسلمان اور یہودیوں کی متحدہ افواج کے سربراہ بھی ہو گئے۔ ان کے اندرونی معاملات میں کوئی مداخلت نہیں کی جائے گی۔ شہر مدینہ میں ایک دوسرے فریق کے ساتھ جنگ کرنا حرام ہے۔ مجید خدوری نے میثاق مدینہ کو غزوہ بدر سے پہلے کی دستاویز قرار دیا ہے۔(The Law of War and)(ص:206۔peace in islam)

بنوقینقاع جو اس معاہدہ کے ایک فریق تھے، انہیں غزوہ بدر کے ایک ہی ماہ بعد، اس معاہدہ کی خلاف ورزی کرنے پر مدینہ سے نکالا گیا۔ ابن اسحاق نے اس واقعہ کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے: بنوقینقاع پہلی جماعت تھی جس نے اس معاہدہ کو توڑا جو ان کے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان ہوا تھا، انہوں نے بدر واحد کی درمیان مدت میں لڑائی کی تھی۔ یہ عبارت اس بات کو پوری طرح سے واضح کرتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام یہودیوں سے جن میں بنوقینقاع بھی موجود تھے، یہ معاہدہ غزوہ بدر سے پہلے ہی کیا تھا۔ (ابن ہشام: السیرۃ النبویہ 3:51) واضح رہے کہ اس معاہدہ کے متن میں بنوقینقاع، بنونضیر اور بنوقریظہ کا نام درج نہیں۔ ان قبائل کو اوس وخراج کا حلیف ہونے کی وجہ معاہدہ میں شریک کیا گیا۔

یہ درحقیقت مدینہ میں پہلی سیاسی فتح تھی۔ تاریخ انسانی کے مختلف ادوار میں سیاسی قواعد وضوابط اور حکمرانی کے اصولوں کے حوالے سے کئی افکار وقوانین کو تحریری شکل میں لکھا گیا۔ میثاق مدینہ کے ذریعے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ صرف تاریخ انسانی میں پہلی مرتبہ ایک باقاعدہ تحریری دستور کا تصور دیا بلکہ وہ مذہب جس کی تبلیغ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں فرما رہے تھے۔ مدینہ آتے ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی سیاسی حیثیت کو اس نئے شہر کے مختلف المذاہب کے ماننے والوں سے منوالیا۔ اس دستور کے ذریعے سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل ایمان اور مقامی باشندوں کے حقوق وفرائض کا باقاعدہ تعین فرمایا۔ میثاق مدینہ کے تحت وجود میں آنے والی ریاست مدینہ میں مہاجرین، انصار اور مدینہ کے غیر مسلموں اور ان کے متبعین پر مشتمل کئی ریاستی اکائیاں شامل تھیں، ان کے باہمی اشتراک سے وجود میں آنے والی ریاست میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سربراہ تسلیم کر لیا گیا۔ اس دستور کے تحت جہاں مختلف مملکتی طبقات کو آئینی طور پر Define کیا گیا، ان کے باہمی حقوق وفرائض اور آئینی ذمہ داریوں کو بیان کیا گیا وہاں اس امر کا لحاظ بھی رکھا گیا کہ آئینی قواعد وضوابط کی پابندی ہر سطح پر یقینی ہو اور ہر سطح پر معاملات کو آئینی طور پر چلایا جا سکے اس کے لئے میثاق مدینہ میں تقسیم اختیارات کا تصور رکھا گیا تا کہ مقامی سطح پر نظم و ضبط کے قیام کے لئے انتظامی اختیارات تفویض کئے جائیں، میثاق مدینہ کے ذریعے پہلی اسلامی ریاست میں مسلم شہریوں کے ساتھ ساتھ اقلیتوں کے جملہ حقوق کو بھی تحفظ فراہم کیا گیا۔ خواتین کے حقوق کی ضمانت دی گئی۔

آج کے موجودہ دور کی قانونی ودستوری میدان میں ترقی کے باوجود میثاق مدینہ جملہ آئینی ودستوری معیارات کے تناظر میں دور جدید کا کوئی بھی قانون اُس کا متبادل نہیں ہے۔ میثاق مدینہ کی سب سے بڑی کامیابی یہ تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود سے اپنی سیادت تسلیم کرائی، جو صدیوں سے مدینہ کے حکمراں چلے آ رہے تھے۔

میثاق مدینہ کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس میثاق کا بیشتر حصہ پورے متن کے ساتھ شاہ کانرڈ دوم کے دستور، منعقدہ 1037ء میں نقل کیا گیا۔ شاہ الفانسونہم کے قانون حبس بے جا، منعقدہ، 1188ء میں اسی کی اقتدا کی ہے۔ میگنا کارٹا کے منشور اعظم، منعقدہ، 1215ء میں اسی منشور سے بہت سی باتوں کو اخذ کیا گیا ہے۔ برطانوی پارلیمنٹ کے قانون چارہ جوئی، منعقدہ، 1355ء میں اسی کو نظام حیات بنایا گیا۔ برطانوی پارلیمنٹ کے قانون حبس بے جا، منعقدہ، 1679ء میں اس کی نقل کی گئی ہے۔ مسلمانوں کا آج سب سے بڑے دشمن امریکہ نے بھی اسی منشور کو اعلان آزادی، منعقدہ، 1776ء کے بعد دستور میں لایا گیا۔ فرانس کے منشور انسانی حقوق، منعقدہ، 1789ء اسی میثاق کو ہی بروئے کار لایا گیا۔ تھامس پین کے انسانی حقوق کے بلندی کے لیے پیش کردہ منشور جو 1792ء میں لایا گیا تھا اس میں میثاق مدینہ کی بہت ساری باتیں شامل کے گئی۔ 1941ء میں پیش کردہ اوقیانوس منشور میں تقریباً ساری باتیں ہی میثاق مدینہ کی شامل تھی۔ حتی کہ اقوام متحدہ کے حقوق انسانی کے لیے جو منشور 1948ء میں طئے کیا گیا تھا اس میں بھی میثاق کی بہت سی باتیں عمل میں لائی گئی تھی۔ اور آج بھی اقوام کے قوانین میں موجود ہے، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش کردہ میثاق کا مقابلہ کرنے میں یہ تمام منشورات ناکام ہے۔

Scanned with CamScanner

اخبار جہاں

محمد عادل فریدی

مذاکرات کاروں کا رمضان سے پہلے غزہ میں جنگ بندی پر زور

قاہرہ میں مذاکرات کاروں نے غزہ میں جنگ بندی اور یرغمالیوں کی رہائی کے معاہدے کے لیے اس اُمید پر کوششوں کو آگے بڑھایا کہ رمضان سے پہلے جنگ روک دی جائے گی ،فرانسیسی خبر رساں ایجنسی اے ایف پی کے مطابق امریکی صدر جو بائیڈن نے حماس پر زور دیا ہے کہ وہ مسلمانوں کے روزے کا مہینہ شروع ہونے سے پہلے اسرائیل کے ساتھ جنگ بندی کے معاہدے کو قبول کر لے،غزہ میں جنگ کے آغاز کے بعد سے امدادی رسد تیزی سے کم کر دی گئی تھی جس کے باعث قحط کی بڑھتی ہوئی صورتحال پورے علاقے کو اپنی لپیٹ میں لے رہی ہے، جنگ زدہ علاقہ میں خوراک کی ترسیل منقطع ہے اور غزہ میں کام کرنے والے چند ہسپتال زخمیوں سے بھرے ہوئے ہیں وہاں بھوک سے مرنے والے بچوں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے،غزہ کے باشندے رفح میں فلسطینی پناہ گزینوں کے لیے اقوام متحدہ کی ایجنسی کے دفتر کے باہر آٹے کے تھیلے لینے کے لیے قطاروں میں کھڑے انتظار کر رہے ہیں (ایجنسی)

اسرائیلی ٹینک کی فائرنگ سے صحافی کی موت ہوئی: رپورٹ

نیدرلینڈز آرگنائزیشن فار اپلائیڈ سائنٹیفک ریسرچ (ٹی این او) کی رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ اسرائیلی ٹینک نے شناخت شدہ گروپ پر گولے داغے جس سے صحافی ہلاک ہوا، روئٹرز نیوز ایجنسی کی جمعرات کو شائع ہونے والی رپورٹ کے مطابق لبنان میں اکتوبر میں ہونے والے واقعے میں روئٹرز کے رپورٹر عصام عبداللہ کی ہلاکت ہوئی تھی، رپورٹ میں واضح کیا گیا ہے کہ 13 اکتوبر کو اسرائیل میں 1.34 کلومیٹر اندر ٹینک نے 120 ایم ایم کے دو گولے داغے اور ہیوی مشین گن سے 1.45 منٹ تک فائرنگ کی، ٹینک کے 'ممکنہ طور پر چلائے گئے' پہلے گولے سے 37 / سالہ صحافی عبداللہ ہلاک اور فرانس کی نیوز ایجنسی (اے ایف پی) کی فوٹوگرافر 28 سالہ کرسٹینا آسی شدید زخمی ہوئی ،قبل ازیں دسمبر 2023 میں روئٹرز کی تحقیقات میں ٹی این او کی ابتدائی رپورٹ میں بتایا گیا تھا کہ اسرائیل میں ایک ٹینک نے صحافیوں پر فائرنگ کی ہے، ٹی این او نے جمعرات کو اپنی رپورٹ میں انکشاف کیا ہے کہ جائے وقوعہ پر الجزیرہ کے ویڈیو کیمرے سے لیے گئے شاٹس میں دکھایا گیا ہے کہ اسرائیلی ٹینک پر نصب مشین گن سے فائرنگ بھی کی گئی (ایجنسی)

ہانگ کانگ حکومت نے نئے قومی سلامتی قانون کا مسودہ جاری کیا

ہانگ کانگ کی حکومت نے چینی علاقے کے لیے ایک نئے قومی سلامتی کے قانون کا مسودہ جاری کیا ہے جب چیف ایگزیکٹو جان لی نے کہا کہ اسے مکمل رفتار سے منظور کیا جانا چاہیے، علاقے کی قانون ساز کونسل نے قومی سلامتی کے تحفظ کے بل پر بحث شروع کی، جیسا کہ سرکاری طور پر جانا جاتا ہے، صبح 11 بجے (GMT 00:03) مسودہ بل، تقریباً 212 صفحات پر مشتمل (پی ڈی ایف)، غداری، جاسوسی، بیرونی مداخلت، ریاستی راز اور بغاوت سے متعلق نئے قوانین کا انکشاف کرتا ہے، غداری کے مرتکب پائے جانے والوں کو غداری کے جرم میں عمر قید اور جاسوسی کے جرم میں 20 سال تک کی سزا ہو سکتی ہے، بغاوت کی سزائیں، جو اس وقت نوآبادیاتی دور کے قانون کے تحت چلائی جاتی ہیں، کو بھی دو سے سات سال تک بڑھا دیا گیا ہے اور یہ چینی کمیونسٹ پارٹی اور ملک کے سوشلسٹ نظام حکومت کے خلاف نفرت کو بھڑکانے کا بھی احاطہ کرے گا، پولیس کو مشتبہ افراد کو چارج کرنے سے پہلے دو ہفتوں تک حراست میں رکھنے کی بھی اجازت ہوگی ،ایک بیان میں، لی نے علاقے کو آگے بڑھنے کے قابل بنانے کے لیے " مکمل رفتار" سے بل کی منظوری پر زور دیا، ہانگ کانگ کو "بنیادی قانون کے آرٹیکل 23 کی قانون سازی کو جلد از جلد نافذ کرنا ہوگا (الجزیرہ)

تعلیم و روزگار

ایس ایس سی (SSC) کلرک سمیت مختلف عہدوں پر بحالی کے لئے درخواستیں طلب کیں

اسٹاف سلیکشن کمیشن (SSC) نے 2049 آسامیوں پر بھرتی کے لیے درخواستیں طلب کی ہیں، یہ آسامیاں کمیشن کے نو خطوں کے تحت مرکزی حکومت کی مختلف وزارتوں اور محکموں کے لیے پُر کی جائیں گی، مرکزی خطہ میں شامل اتر پردیش اور بہار میں کل 299 تقرریاں ہوں گی، اس کے علاوہ شمالی اور ہندی پٹی کے علاقوں میں بھی بہت سی بھرتیاں ہوں گی، ان میں لیب اٹینڈنٹ، آفس اسسٹنٹ، کلرک، ایل ڈی سی، یو ڈی سی، فارماسسٹ سمیت کئی قسم کی پوسٹیں شامل ہیں، اس کے لیے 2024 میں فیز بارہویں کا امتحان منعقد کیا جائے گا، اہل امیدوار آن لائن درخواست دیں، آخری تاریخ 18/مارچ 2024 ہے، درخواست کی فیس: 100 روپے۔ خواتین، شیڈول کاسٹ/شیڈیولڈ ٹرائب کیٹیگری، معذوروں کے لیے کوئی فیس نہیں ہے، فیس آن لائن ادا کرنی ہوگی، آن لائن درخواست دینے کی آخری تاریخ: 18 مارچ 2024، ویب سائٹ: https://ssc.gov.in، ہیلپ لائن نمبر اور ٹول فری نمبر: 30633091800

جھارکھنڈ ہائی کورٹ، رانچی نے 249 آسامیوں پر بھرتی کے لیے درخواستیں طلب کی

جھارکھنڈ ہائی کورٹ، رانچی نے 249 آسامیوں پر بھرتی کے لیے درخواستیں طلب کی ہیں، اس میں ٹائپسٹ / کاپیسٹ، کورٹ ریڈر کم ڈیپوزیشن رائٹر اور ڈیپوزیشن ٹائپسٹ کی پوسٹیں شامل ہیں، صرف جھارکھنڈ کے اصل باشندوں کو ہی تمام قسم کے تحفظات کا فائدہ ملے گا، دیگر ریاستوں کے تمام زمروں کے امیدوار غیر محفوظ زمرہ میں درخواست دینے کے اہل ہوں گے، دلچسپی رکھنے والے اور اہل امیدوار 31 مارچ 2024 تک آن لائن درخواست دے سکتے ہیں، درخواست کی فیس عام زمرہ، EWS، .BC اور IIBC کے لیے 500 روپے۔ SC / ST زمرہ کے لیے 125 روپے، معذور افراد کے لیے کوئی فیس نہیں، فیس آن لائن ادا کرنی ہوگی، آن لائن درخواست دینے کی آخری تاریخ: 31 مارچ 2024، ویب سائٹ: https://jharkhandhighcourt.nic.in

ہاسٹل سپرنٹنڈنٹ انسٹی ٹیوٹ کی 314 آسامیوں پر مواقع

راجستھان اسٹاف سلیکشن بورڈ (RSSB) ہاسٹل سپرنٹنڈنٹ انسٹی ٹیوٹ کی 314 آسامیوں پر بحالی کے لئے درخواستیں طلب کی ہیں، درخواست کی فیس: 600 روپے ہے، راجستھان نان کریمی لیئر زمرہ OBC / خصوصی پسماندہ طبقے اور دیویانگجن کے لیے 400 روپے، آن لائن درخواست دینے کی آخری تاریخ: 17 / مارچ 2024 ہے، ویب سائٹ: www.rsmssb.rajasthan.gov.in

10 اپرنٹس آرگنائزیشن کی 100 آسامیوں کے لیے درخواست مطلوب

ٹہری ہائیڈرو ڈیولپمنٹ کارپوریشن انڈیا لمیٹڈ نے اپرنٹس آرگنائزیشن کی 100 آسامیوں کے لیے درخواستیں طلب کی ہیں، کسی بھی زمرے کے لیے درخواست کی کوئی فیس نہیں ہے، ڈاک کے ذریعے درخواستیں بھیجنے کی آخری تاریخ: 15 مارچ 2024 ہے، ویب سائٹ: https://thdc.co.in، ہیلپ لائن نمبر: 0135-2473787

سولجر ٹیکنیکل کی 7 آسامیوں کے لئے درخواست دیں

انڈین آرمی میں سولجر ٹیکنیکل کی 7 آسامیوں کے لئے درخواستیں طلب کی گئی ہیں، درخواست کی فیس: 250 روپے۔ فیس آن لائن ادا کرنی ہوگی، آن لائن درخواست دینے کی آخری تاریخ: 22 مارچ 2024، ویب سائٹ: www.joinindianarmy.nic.in

تجاویز

(بقیہ صفحہ اول)

(۱) قوت کا اصل سرچشمہ خالق کائنات ہے اسلئے مسلمانوں کو اپنے اعمال کا محاسبہ کرنا چاہیے اور اللہ تعالی کی طرف رجوع کرنا چاہیے، اور مشکل حالات میں غیر ضروری جوش کے بجائے ہوش سے کام کرنا چاہیے۔

(۲) ملک میں درپیش خطرات کا تقاضہ ہے کہ ہم ذات برادری، علاقائیت اور مسلک و مشرب سے بالاتر ہو کر حالات کو بدلنے میں لگیں، اور کلمہ واحدہ کی بنیاد پر اتحاد قائم رکھیں۔

(۳) اوقاف ہمارا عظیم سرمایہ ہیں، جن پر ہمارا شرعی، قانونی اور اخلاقی حق ہے، ان اوقاف کو قانونی حیثیت سے مضبوط کرنے کے لئے رجسٹریشن ضرور کرایا جائے اور حکومت کے سروے کے کاغذات پر اسے وقف پروپرٹی کے طور پر درج کرایا جائے۔ اسی کے ساتھ حکومت کو چاہئے کہ اوقاف کی املاک کے تحفظ کو یقینی بنائے۔

(۴) ملک کی سالمیت اور دستور کی بالادستی کے لئے تمام طبقات کو جوڑ کر رکھنے کی ہر ممکن کوشش کی جائے۔

(۵) اقلیتوں کی صورتحال تشویشناک ہونے کی وجہ سے یہ اجلاس بہار اڈیشہ جھارکھنڈ و بنگال کے ساتھ ملک کے تمام صوبے کی سرکاروں سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اقلیتوں کی جان و مال کے تحفظ کو یقینی بنائے، اور اقلیتوں کے مسائل کو ترجیحی بنیاد پر حل کرے۔

(۶) یہ اجلاس مسلمانوں سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ ہر آبادی میں ہر قسم کے نافع تعلیمی ادارے قائم کریں قبل سے موجود اداروں کے استحکام میں اپنا تعاون پیش کریں۔

(۷) جہیز، تلک اور نشہ خوری کا رجحان بہت زیادہ بڑھ رہا ہے، لہذا یہ اجلاس مسلمانوں سے مطالبہ کرتا ہے کہ سماج سے ان برائیوں کو ختم کرے، اور اپنے اوقات کو شخصیت، سماج اور ملت کی تعمیر میں مثبت کردار ادا کرے۔

(۸) ملک کے مختلف مقامات پر خواتین کو روزگار سے جوڑنے کے لئے چھوٹے چھوٹے قرض "سموہ لون" کا سلسلہ جاری ہے، کئی جگہوں پر دیکھنے میں آیا ہے جس سے معاشرہ تباہ ہو رہا ہے، اور ہماری مائیں بہنیں اس قرض کے پھندے میں پڑ کر مختلف قسم کی آزمائشوں سے گذر رہی ہیں، لہذا ایسا قرض لینے سے پرہیز کریں اور سماج کے صاحب استطاعت لوگ آگے بڑھ کر ان کی مالی امداد کریں چاہے وہ اسلامی قرض کی شکل میں ہوں یا امداد کی شکل میں، اسی طرح مسلمانوں کی چاہئے کہ وہ چھوٹے چھوٹے گروہ بنا کر ضرورت مندوں کو بلا سود کے قرض دیں یا انکی مالی مدد کریں۔

لڑکوں کی طرح اسلام نے لڑکیوں کے بھی حقوق متعین کئے ہیں، اور وراثت میں لڑکیوں کیلئے حصہ رکھا ہے، لیکن ہم جس معاشرے میں رہتے ہیں ان کی اکثریت بیٹیوں کو وراثت سے محروم رکھتی ہے، وہ بیماری ہم مسلمانوں میں بھی سرایت کر گئی ہے جو ظلم اور ایک بڑا گناہ ہے اس لعنت سے سماج کو بچائیں اور لڑکیوں کی وراثت میں حصہ داری کو یقینی بنائیں۔

(۹) چونکہ حکومتوں کی طرف سے کئے گئے مختلف قسم کے سروے سے واضح ہوتا ہے کہ مسلمانوں کی تعلیمی، معاشی اور سماجی صورتحال حد درجہ تشویشناک ہیں اسلئے تمام صوبوں کی گورنمنٹ کی ذمہ داری ہے کہ وہ اقلیتوں کی فلاح سے متعلق جتنے بورڈ اور کمیشن ہیں انہیں ایمانداری اور سنجیدگی کے ساتھ متحرک و فعال بنائیں۔

(۱۰) اردو کی حیثیت ایک مقبول اور دستوری زبان کی ہے، جس کی گود سے امن، محبت، حب الوطنی کے جذبات فروغ پاتے ہیں اور ملک کی آزادی میں آزادی کا جنون پیدا کرنے میں اس زبان کا خاص کردار رہا ہے، اسلئے اردو زبان کے فروغ اور ترویج کی راہ سے ہر طرح کی عصبیت ختم کی جائے۔

(۱۱) دستور میں اقلیتوں کو اپنے مذہبی ادارے قائم کرنے اور انہیں چلانے کی آزادی فراہم کی گئی ہے، جس میں نظامیہ مدارس کے ساتھ ملحقہ مدارس بھی شامل ہیں، اسلئے حکومت ایسا کوئی اقدام نہ کرے جس سے مدرسوں کا اقلیتی کردار مجروح ہو۔

(۱۲) ملک کے تمام اٹھارہ سال سے زائد کی عمر کے لوگوں سے آج کا اجلاس مطالبہ کرتا ہے کہ وہ ووٹر لسٹ میں اپنے ناموں کا اندراج کرائیں۔ اور اپنے حق رائے دہی کا استعمال کر کے حکومت کے ایوانوں میں ایسے رہنما بھیجیں جو سماج ہر طبقے کیلئے بہتر اور عادل ہوں۔

(۱۳) آج کا یہ اجلاس ملک کی تمام سیاسی پارٹیوں سے مطالبہ کرتا ہے کہ ملک کی ریاستی اور مرکزی ایوانوں میں مسلمانوں کی آبادی کے اعتبار سے نمائندگی کو یقینی بنائے۔

(۱۴) یہ اجلاس اسرائیل کے ذریعہ فلسطینیوں پر کئے جا رہے مظالم بربریت اور نسل کشی کی مذمت کرتا ہے، عالمی برادری سے عموما اور مسلم ممالک سے خصوصا امید رکھتا ہے کہ وہ اس بربریت کو روکنے کے لئے فوری عملی اقدامات کریں تاکہ مسجد اقصیٰ کے ساتھ فلسطینیوں کو ان کا ملک انہیں واپس مل سکے۔

Scanned with CamScanner

ملی سر گرمیاں

مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

مولانا منت اللہ رحمانی ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ (پارامیڈیکل) کے طلبہ کا فیزیو تھیریپی امتحان میں صد فیصد ریزلٹ قابل ستائش: حضرت امیر شریعت

امارت شرعیہ ایجوکیشنل اینڈ ویلفیئر ٹرسٹ کے ذریعہ کئی عصری و تعلیمی ادارے کامیابی کی راہ پر گامزن ہیں جس میں مولانا منت اللہ رحمانی پارامیڈیکل انسٹی ٹیوٹ کے شعبہ فیزیوتھرپی کے دوسیشن میں طلبہ و طالبات نے نمایاں کامیابی حاصل کی، پہلے سال میں 100% طلباء وطالبات کامیاب ہوئے جب کہ سال دوم میں 96% طلباء و طالبات کامیاب ہوئے، سال اول میں جن بچے اور بچیوں نے نمایاں کامیابی حاصل کی ان میں نفیسہ حسن نے کلاس میں پہلی پوزیشن، بلقیس صنوبر نے کلاس میں دوسری پوزیشن اور شامہ نے کلاس میں تیسری پوزیشن حاصل کی جب کہ سال دوم میں ہتیش کمار کشواہا نے کلاس میں پہلی پوزیشن، رضوان عادل اور محمد علیشان نے کلاس میں دوسری پوزیشن جب کہ نیر فاروقی نے کلاس میں تیسری پوزیشن حاصل کی، امیر شریعت حضرت مولانا سید احمد ولی فیصل رحمانی دامت برکاتہم نے ان کامیاب ہونے والے بچے اور بچیوں کو مبارکباد دی اور ان کے روشن مستقبل کی تمنائیں کیں، انہوں نے پارامیڈیکل کے اساتذہ کی محنت ولگن کی بھی تحسین فرمائی کہ ان کی کوششوں سے یہ بچے کامیاب ہوئے، انہوں نے فرمایا کہ امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ ملت کے نوجوانوں کو نافع علم سے آراستہ کر کے اپنے پیروں پر کھڑا کرنے کے لئے مستقل فکرمند رہتی ہے، یہی وجہ ہے کہ ماضی میں امارت کے ان ٹیکنیکل اداروں سے سینکڑوں تعلیم یافتہ نوجوان ہنر سیکھ کر روزگار سے جڑ گئے ہیں اور خوشحال زندگی گذار رہے ہیں، حضرت امیر شریعت نے فرمایا کہ امارت شرعیہ نے آئندہ کے لئے بھی کچھ منصوبے بنائے ہیں، اللہ تعالی ان منصوبوں کو پایہ تکمیل تک پہونچائے۔ آمین

انسانیت کی بنیاد پر مخلوق خدا کی خدمت کرنا بھی عبادت ہے: حضرت امیر شریعت

امارت شرعیہ ہوسپٹل میں مفت ہیلتھ کیمپ۔ مریضوں کا اژدحام

امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ کے تحت چلنے والے طبی ادارے مولانا سجاد میموریل اسپتال میں منعقد مفت ہیلتھ چیک اپ کیمپ موقع سے خطاب کرتے ہوئے امیر شریعت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی مدظلہ نے فرمایا کہ مریضوں کی عیادت کرنا اور ان کا علاج ومعالجہ کے لئے اپنی خدمات کو پیش کرنا عبادت بھی ہے اور انسانی فریضہ بھی، کیونکہ بیمار ٹوٹے ہوئے دلوں سے آتے ہیں، ڈاکٹر ان دلوں کے سکون کا ذریعہ ہوتے ہیں اور ان کے مرض کی تشخیص کر کے دوائیں تجویز کرتے ہیں، اس لئے ڈاکٹروں کی اخلاقی ذمہ داری ہے کہ وہ مریضوں سے محبت آمیز لہجہ میں بات چیت کریں، تسلی بخش جواب دیں، تاکہ وہ قلبی راحت محسوس کریں، انہوں نے اس مفت ہیلتھ کیمپ کے ڈاکٹروں کی خدمات کی ستائش کرتے ہوئے کہا کہ آپ حضرات ایک بڑے فلاحی ورفاہی کاموں کو انجام دے رہے ہیں، اللہ آپ کو اس کا بہتر بدلہ عطا کرے۔ مورخہ ۳؍مارچ کو مولانا سجاد میموریل اسپتال امارت شرعیہ میں مفت ہیلتھ کیمپ لگایا گیا جس میں موتیابند کے مریضوں کا مفت جانچ کیا گیا، بلڈ شوگر، BP، جنرل سرجری، دانت وہڈی کے مریضوں کا ڈاکٹروں نے معائنہ کیا اور ضروری ادویہ مفت فراہم کرائیں، اس موقع پر قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب نے فرمایا کہ مولانا سجاد اسپتال سے بلاتفریق مذہب وملت اور ذات پات کے سب فائدہ اٹھا رہے ہیں، امارت شرعیہ انسانی ضرورتوں کی تکمیل کے لئے ہمیشہ فکرمند رہتی ہے، اس کا ایک حصہ انسانی صحت کی فکرمندی بھی ہے، غریبوں اور متوسط طبقات کا خیال کرتے بہتر علاج فراہم کرنا اس اسپتال کا امتیاز ہے۔ اسپتال کے نگراں ڈاکٹر یاسر حبیب صاحب نے کہا کہ حالیہ دنوں میں مریضوں اور ڈاکٹروں کو پرسکون ماحول میں بیٹھنے کے لئے آؤٹ ڈور کے کمروں کی جدید کاری ہوئی تاکہ ڈاکٹر حضرات قلبی سکون محسوس کرتے ہوئے مریضوں کے لئے دوائیں تجویز کریں، انہوں نے بتایا کہ حضرت امیر شریعت اسپتال کی معیاری اور پرکشش بنانے کے لئے برابر مشورے دیتے ہیں، ان کی فکرمندی سے یہ اسپتال روز افزوں ترقی کی راہ پر گامزن ہے اور ماشاء اللہ تمام ڈاکٹر صاحبان پابندی وقت کے ساتھ اپنے فرائض کو انجام دیتے ہیں، اس کیمپ کے انعقاد کے موقع پر حضرت امیر شریعت ، مولانا محمد شبلی القاسمی قائم مقام ناظم، مولانا رضوان احمد ندوی، مولانا عارف رحمانی، جناب حافظ امتیاز رحمانی، ومولانا قیام الدین رحمانی، ومولانا حفظ الرحمٰن رحمانی مولانا نصیر الدین مظاہری، سید مسیح الدین کے علاوہ دیگر اصحاب فکر ودانش وڈاکٹر حضرات نے اسپتال کے جنرل او پی ڈی، جنرل سرجری، پیتھو لوجی، مفت آئی سرجری وغیرہ ڈیپارٹمنٹ کا معائنہ کیا اور کاموں کی رفتار پر اطمینان کا اظہار کیا، آخیر میں حضرت امیر شریعت نے مریضوں کے لئے شفایابی کی دعائیں کیں۔

سیاست کے ایوانوں میں ایک فرد نہیں بلکہ آبادی کے تناسب سے نمائندگی ضروری: امارت شرعیہ

امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ پھلواری شریف پٹنہ مسلمانوں کی ایک مستند اور باوقار تنظیم ہے، جسکی خدمات کی تاریخ سو سالوں پر پھیلی ہوئی ہے، مسلمانوں کے ساتھ برادران وطن اور ارباب اقتدار نے بھی اسے ہمیشہ قدر کی نگاہ سے دیکھا ہے، امارت شرعیہ نے مسلمانوں کے داخلی اجتماعی نظام اور اصلاح معاشرہ کی جدوجہد کے ساتھ اچھی اور عدل وانصاف پر مبنی سیاست کی بھی قدر کی ہے لیکن کسی سیاست کا عملی حصہ نہیں بنی اور نہ ہی امارت شرعیہ کسی خاص پارٹی کا آلہ کار بنی، کئی سیاسی پارٹیوں نے کئی بار چاہا کہ امارت شرعیہ ان کا ساتھ دے اور میری کامیابی کے لئے مسلمانوں میں اعلان کرے لیکن امارت شرعیہ نے احتیاط اور دوراندیشی سے کام لیا، اور اپنی صفوں کے اتحاد کو باقی رکھتے ہوئے امارت شرعیہ کو اختلاف سے بچایا، اس کے باوجود کچھ لوگ حقیقت سے آگاہ نہ ہونے کی وجہ سے ادارہ کے لئے نقصان دہ تبصرہ کر بیٹھتے ہیں، کوئی چیز معلوم ہو تو مخلصانہ طور سے ذمہ داروں سے رابطہ کر کے صحیح صورت حال کی واقفیت کر لینی چاہئے، حضرت امیر شریعت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی دامت برکاتہم العالیہ نے بہار اڈیشہ، جھارکھنڈ اور مغربی بنگال کے خواص کے عظیم الشان اجتماع میں اسے زور دیکر واضح کر دیا ہے کہ امارت شرعیہ کسی ایک پارٹی کیلئے مخصوص نہیں ہے اور نہ ہی طرف دار ہے اور نہ ہی امارت شرعیہ کسی فرد واحد کے ٹکٹ کے لئے اپنا کشکول کسی کے سامنے پھیلاتی ہے ہاں وہ آبادی کے اعتبار سے مسلمانوں کو ایوانوں میں نمائندگی دینے کا مضبوط مطالبہ ضرور کرتی ہے، ایک چینل نے کسی ایک صاحب کے لئے امارت شرعیہ کی پیروی ہونے کے امکان کی بات کر کے غیر ذمہ دارانہ کام کیا ہے، ایسی باتوں سے جس کا حقیقت سے کچھ لینا دینا نہیں ہے ایسی حرکت سے پرہیز کرنی چاہئے، البتہ سبھی سیاسی پارٹیوں سے مطالبہ ہے کہ سیاست کے ساتھ تمام سرکاری جگہوں پر آبادی کے لحاظ سے مسلمانوں کی حصہ داری کو یقینی بنائے۔

امارت شرعیہ ملت کا قیمتی اثاثہ: مفتی سعید الرحمٰن قاسمی

ضلع مدھے پورہ میں ہونے والا امارت شرعیہ کا 8 روزہ دعوتی واصلاحی دورہ اختتام پذیر

امارت شرعیہ بہار، اڈیسہ وجارکھنڈ پھلواری شریف پٹنہ، ملت اسلامیہ کا قیمتی اثاثہ ہے، اس ادارہ کی تاریخ اپنی گوناگوں ملی خدمات کی وجہ سے زندہ وتابندہ ہے، جب بھی ملت اسلامیہ کو کوئی ضرورت پڑی ہے امارت شرعیہ نے اپنی استطاعت کے بقدر ایمانداری سے کام کیا ہے، امارت شرعیہ کا نظام آج بھی موجودہ امیر شریعت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب دامت برکاتہم کی امارت وسرپرستی میں شریعت کے تحفظ اور ملت کی سربلندی کے لیے ہمہ وقت مستعد اور تیار ہے ان خیالات کا اظہار امارت شرعیہ کے مفتی اور وفد کے قائد حضرت مولانا مفتی محمد سعید الرحمان قاسمی نے دورہ وفد کے تحت ہونے والے چندن پٹی ضلع مدھے پورہ کے آخری پروگرام میں ایک جم غفیر سے خطاب کرتے ہوئے کیا، انہوں نے تعلیم کی اہمیت پر بھی زور دیا اور کہا کہ اسلام میں تعلیم کی اہمیت مسلم ہے لیکن افسوس ناک بات ہے مسلمان تعلیم میں اب تک پیچھے ہیں، انہوں نے مکتب اور اسکول قیام طرف قوم کی توجہ مبذول کرائی ، مولانا قمر انیس قاسمی معاون ناظم امارت شرعیہ نے کہا کہ امیر شریعت کی اطاعت واجب ہے، بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کے مسلمان خوش قسمت ہیں کہ انہیں امارت شرعیہ کے نظام کے تحت زندگی گزارنے کا موقع ملا ہوا ہے، انہوں امارت شرعیہ کا تفصیل سے تعارف کرانے کے بعد مسلمانوں کو ہر طرح کی سازشوں سے خود کو بچانے اور ہمہ وقت امارت شرعیہ کی آواز پر لبیک کہنے کی گزارش کی، مولانا مفتی شمیم اکرم رحمانی معاون قاضی شریعت امارت شرعیہ نے بھی پروگرام سے خطاب کیا، انہوں نے اپنے خطاب میں کہا کہ مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ مایوسی اور خوف کے نفسیات سے خود کو نکالیں، حالات بدلتے ہی رہتے ہیں، حالات کا اتار چڑھاؤ ایمان والوں کے ایمان کو کمزور نہیں مضبوط کرتا ہے، انہوں نے اپنے خطاب میں مسلمانوں کو اتحاد واتفاق کے ساتھ جینے اور ایک دوسرے کے حقوق کا خیال رکھنے پر زور دیا، قاضی فیاض عالم قاسمی قاضی شریعت دارالقضا امارت شرعیہ ضلع مدھے پورہ نے دارالقضا کی اہمیت سے روشناس کراتے ہوئے عوام سے اپیل کی کہ وہ اپنے معاملات دارالقضا لے کر آئیں، اور وہاں سے جو تصفیہ ہو اسے قبول کریں، اخیر میں قائد وفد مفتی سعید الرحمٰن قاسمی کی رقت آمیز دعاء پر مجلس کا اختتام ہوا، وفد کے تحت ہونے والے کچھ پروگراموں میں مفتی زاہد قاسمی للکوریا، مفتی نسیم قاسمی جھٹکیا، مفتی ریحان قاسمی سکھاسن نے بھی خطاب کیا، واضح رہے کہ امیر شریعت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی کی ہدایت کے مطابق امارت کا شرعیہ کے ایک موقر وفد کا دورہ مدھے پورہ 21 فروری کو شروع ہوا تھا، اور 28 فروری کو دورے کا اختتام ہوا، اس دورہ وفد کے تحت ضلع مدھے پورہ کے کمار کھنڈ، مرلی گنج سنگھیشور استھان اور گمہر یا بلاک کے مختلف مساجد میں دینی اور اصلاحی پروگرام ہوئے، جن میں علاقے کے لوگ بڑی تعداد میں شریک ہوئے، گھوڑ دور کے بعد ٹکولیہ، پچھمی پور، بشن پور، بھتا ٹولہ، مرلی گنج، جامع مسجد گودام والی، جھٹکیا، سکھاسن میں پروام ہوئے، پروگراموں کو کامیاب بنانے میں مولانا رئیس اعظم رحمانی اور مولانا عبدالقادر قاسمی مبلغین امارت شرعیہ نے بہت ہی اہم کردار ادا کیا۔

امارت شرعیہ کے مؤقر وفد کا دورہ ضلع پاکوڑ وصاحب گنج میں بحسن وخوبی اختتام پذیر

اتحاد و اتفاق، حالات حاضرہ، تعلیم کی اہمیت، اصلاح معاشرہ، معاشرتی مسائل، طلاق، جہیز، وراثت، شراب اور نشہ و جوا جیسے اہم مسائل پر علماء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ کا پر مغز خطاب

3؍مارچ 2024ء بروز اتوار بعد نماز مغرب صوبہ جھارکھنڈ کے ضلع صاحب گنج مقام اُدھوا ومضافات میں امارت شرعیہ کا ایک مؤقر وفد حضرت امیر شریعت مدظلہ کی ہدایت پر جناب مولانا مفتی سہیل اختر قاسمی نائب قاضی شریعت مرکزی دفتر امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ کی قیادت میں ہوا، اس وفد میں، جناب مولانا عبداللہ جاوید ثاقبی صاحب کارکن شعبہ تنظیم امارت شرعیہ، جناب مولانا ضیاء الاسلام صاحب کارکن دارالقضاء امارت شرعیہ پروگرام کو کامیاب بنانے میں جناب مولانا سعود اللہ رحمانی و جناب مولانا محمد عباس مظاہری مبلغین امارت شرعیہ پیش پیش رہے، پروگرام میں علماء وخواص اور مقامی افراد کثیر تعداد میں شریک ہوئے۔

Scanned with CamScanner

اسلام کے عطا کردہ بنیادی حقوق

ڈاکٹر نصرت فاطمہ

اسلام اللہ تعالی کا پسندیدہ دین ہے، جس کی مکمل پیروی کا حکم قرآن مجید میں دیا گیا ہے۔ یہ دین انسانی زندگی کے ہر شعبہ اور ہر پہلو کے لئے رہنما اصول فراہم کرنے کے ساتھ ساتھ عقائد، معاملات، عبادات اور اخلاق کی طرح حقوق و فرائض بھی واضح طور پر بیان کرتا ہے۔ معاشرے میں زندگی گزارنے والے تمام افراد خواہ وہ والدین ہوں یا اولاد، بوڑھے ہوں یا بچے، مرد ہوں یا عورت، امیر ہوں یا غریب، حاکم ہوں یا محکوم، اسلام نے ان سب کے حقوق وضاحت کے ساتھ بیان کئے ہیں۔ یہاں صرف انسان کے وہ بنیادی حقوق جن کا تعلق انسان کی ذاتی اور انفرادی زندگی سے ہے، ان کا بیان مقصود ہے۔

جینے کا حق: سب سے پہلا حق زندہ رہنے کا حق ہے۔ اسلام نے انسانی جان کو انتہائی محترم قرار دیا ہے اور ہر نفس کو جینے کا حق دیا ہے۔ خواہ وہ کسی طبقہ، قوم، ملک سے تعلق رکھتا ہو۔ کسی ذات برادری کا ہو، چنانچہ بغیر شرعی جواز کے کسی کو قتل نہیں کیا جاسکتا۔ اللہ تعالی فرماتا ہے: ''قتل نفس کا ارتکاب نہ کرو جسے اللہ نے حرام کیا ہے مگر حق کے ساتھ'' (بنی اسرائیل:۳۳)۔

انسانی جان کی اتنی اہمیت ہے کہ قرآن مجید نے کسی ایک شخص کو قتل کرنا پوری نوع انسانی کو قتل کرنے کے مترادف بتایا ہے۔ فرمایا: ''جس نے کسی ایک جان کو خود کے بدلے یا زمین میں فساد پھیلانے کے سوا کسی اور وجہ سے قتل کیا تو اس نے گویا تمام انسانوں کو قتل کیا'' (المائدہ:۳۲)۔

کسی مومن کی ناحق جان لینا اللہ تعالیٰ کے نزدیک اتنا سنگین اور قبیح جرم ہے کہ اس کا مرتکب دنیا میں قصاص کی سزا پانے کے بعد مر کر جہنم رسید ہوتا ہے اور اللہ تعالی کے غضب اور لعنت کا مستحق قرار پاتا ہے: ''اور رہا وہ شخص جو کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کی سزا جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا، اس پر اللہ کا غضب اور اس کی لعنت ہے اور اللہ نے اس کے لئے سخت عذاب مہیا کر رکھا ہے'' (نساء:۹۳)۔

حفاظت جان کا حق: اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ آدمی خود اپنی جان بچانے اور دوسروں کی جان بچانے کی ممکن حد تک پوری کوشش کرے۔ حفاظت جان کی غیر معمولی اہمیت ہے، اللہ تعالی فرماتا ہے: ''اور جس نے کسی کو زندگی بخشی اس نے تمام انسانوں کو زندگی بخش دی'' (المائدہ:۲۳)۔

جان کی حفاظت کرنے اور اسے موت سے بچانے کی کئی شکلیں ہیں۔ اگر کوئی آدمی بھوک سے بے حال ہے اور اندیشہ ہے کہ اس کی وجہ سے اس کی جان جا سکتی ہے تو جاننے والے اور دیکھنے والے کا فرض ہے کہ اس کو کھلائے تاکہ اس کی جان محفوظ ہو جائے۔ قطع نظر اس کے کہ وہ کسی قوم، رنگ اور نسل کا ہے۔ اگر کوئی شخص ڈوب رہا ہے، یا زخمی ہے یا کسی مہلک مرض کا شکار ہے تو لوگوں پر فرض ہے کہ اس کی جان بچانے کی حتی المقدور کوشش کریں۔

ملکیت کا حق: انسان جائز طریقے سے جو مال و دولت، املاک و جائداد بناتا ہے اسے اس میں تصرف کا پورا حق حاصل ہے۔ وہ اپنے مفادات کے تحت اور اپنی ضرورتوں کی تکمیل کی خاطر انہیں استعمال کر سکتا ہے۔ اسے اس بات کا حق حاصل ہے کہ مزید نفع کمانے کے لئے اپنے کاروبار میں لگا سکتا ہے۔ ان کی حفاظت کے لئے موجود وسائل و ذرائع سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ کسی شخص کو یا کسی حکومت کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ کسی کی ملکیت پر دست اندازی کرے۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ''اور تم لوگ نہ تو آپس میں ایک دوسرے کے مال ناروا طریقہ سے کھاؤ اور نہ حاکموں کے آگے ان کو اس غرض کے لئے پیش کرو کہ تمہیں دوسروں کے مال کا کچھ حصہ قصداً ظالمانہ طریقہ سے کھانے کا موقع مل جائے'' (بقرہ:۱۸۸)۔

اگر کوئی زبردستی کسی کی ملکیت پر قبضہ کرنے کی کوشش کرتا ہے تو مالک کو اسلام نے پورا حق دیا ہے کہ وہ اس کی حفاظت کی راہ میں اپنے خون کا آخری قطرہ بہا سکتا ہے۔ اس صورت میں وہ شہید کے درجہ میں ہوگا۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص اپنے مال کی حفاظت میں مارا جائے وہ شہید ہے'' (صحیح بخاری، کتاب المظالم، باب من قاتل دون مالہ - صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الدلیل علی من قصد اخذ مال غیرہ بغیر حق)۔

عزت آبرو کا حق: ہر شخص کا ایک بنیادی حق یہ بھی ہے کہ اس کی عزت و آبرو کی حفاظت کی جائے۔ خطبہ حجۃ الوداع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جان و مال کے ساتھ حرمت عزت کا بھی حکم دیا ہے۔ سورۂ حجرات میں اس حق کی پوری تفصیل مذکور ہے۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! نہ مرد دوسرے مردوں کا مذاق اڑائیں، ہوسکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں دوسری عورتوں کا مذاق اڑائیں، ہوسکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں۔ آپس میں ایک دوسرے پر طعن نہ کرو اور نہ ایک دوسرے کو برے القاب سے یاد کرو۔ ایمان لانے کے بعد فسق میں نام پیدا کرنا بہت بری بات ہے جو لوگ اس روش سے باز نہیں آئیں وہ ظالم ہیں۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو! بہت گمان کرنے سے پرہیز کرو کہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں تجسس نہ کرو اور تم میں سے کوئی کسی کی غیبت نہ کرے کیا تمہارے اندر کوئی ایسا ہے جو اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانا پسند کرے گا تم خود اس سے گھن کھاتے ہو اللہ سے ڈرو، اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا اور رحیم ہے'' (سورۂ حجرات:۱۱،۱۲)۔

ان آیات میں جتنی شکلیں بھی انسان کی تذلیل و تحقیر کی اور اس کی عزت و آبرو پر حملہ کرنے کی ہو سکتی تھیں ان سے منع فرما دیا گیا ہے۔ یعنی اللہ تعالی کے نزدیک ہر شخص محترم ہے، خواہ وہ سماج کے کسی طبقہ سے تعلق رکھتا ہو۔ کسی کو حق نہیں کہ اس کی ہنسی اڑائے، برا بھلا کہے، پیٹھ پیچھے برائی کرے، بہتان لگائے، اپنے سے کمتر اور حقیر سمجھے، یا اس کی تذلیل اور اہانت کرے۔

اسلام کے نزدیک یوں تو ہر شخص کی عزت و آبرو محفوظ ہے، لیکن خاص طور سے عورتوں کی عزت و ناموس کی پاسداری کی تاکید کی گئی ہے اور ان پر بہتان لگانے والوں کے لئے سخت سزا متعین کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''جو لوگ پاک دامن مومن عورتوں پر تہمتیں لگاتے ہیں، ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت کی گئی ہے اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے'' (سورۂ نور:۲۳)۔

قرآن مجید لوگوں کی عزت و آبرو کو کتنا محترم سمجھتا ہے، اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ کسی مرد یا عورت پر زنا کا بے بنیاد الزام لگانے کی سزا اسّی کوڑے مقرر کی گئی ہے اور ایسا کرنے والوں کو ناقابل اعتبار قرار دیا گیا ہے۔ اللہ تعالی فرماتا ہے: ''اور جو لوگ پاک دامن عورتوں پر تہمت لگائیں پھر چار گواہ لے کر نہ آئیں ان کو اسّی کوڑے مارو اور ان کی شہادت کبھی قبول نہ کرو اور وہ خود ہی فاسق ہیں'' (سورۂ نور:۴)۔

رازداری اور پردہ داری کا حق: اسلام اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ کسی شخص کے نجی معاملات میں دخل اندازی کی جائے اور ان کی ٹوہ میں لگا جائے۔ سورۂ حجرات میں فرمایا گیا: ''اور تجسس نہ کرو'' (الحجرات:۱۲)۔

آدمی تجسس کے ذریعہ دوسروں کے عیب تلاش کرتا ہے اور پھر جو عیب اور کمزوریاں اس کے علم میں آتی ہیں انہیں غیر ذمہ داری سے دوسروں سے بیان کرتا ہے تاکہ متعلق شخص کی بدنامی اور رسوائی ہو، قرآن مجید نے اس طرح کے تجسس کو بھی سختی سے منع کیا ہے۔ اس معاملہ کا قرآن مجید اس قدر لحاظ کرتا ہے کہ بلا اجازت کسی کے گھر میں داخل ہونے یا باہر سے تاک جھانک کرنے سے بھی سختی سے منع کرتا ہے۔ اللہ تعالی فرماتا ہے: ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں داخل نہ ہوا کرو جب تک کہ گھر والوں کی رضا نہ لے لو اور گھر والوں پر سلام نہ بھیج لو۔

اظہار رائے کا حق: انسان کے بنیادی حق میں سے اظہار رائے کا حق بھی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ لوگوں کی بھلائی کی خاطر خلوص نیت اور نیک جذبہ کے تحت اپنے خیالات کا اظہار کیا جائے۔ قرآن مجید بھلائی پھیلانے کے لئے اظہار رائے کا صرف حق ہی نہیں دیتا بلکہ اسے مسلمانوں کا ایک فرض قرار دیتا ہے، چنانچہ اس نے ان کی یہ صفت بیان کی ہے: ''بھلائی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں'' (توبہ:۷۱)۔

اسلامی حکومت کا مقصد وجود ہی یہ ہے: ''یہ وہ لوگ جنہیں اگر ہم زمین میں اقتدار بخشیں تو وہ نماز قائم کریں گے، زکوۃ دیں گے، نیکی کا حکم دیں گے اور برائی سے منع کریں گے'' (حج:۴۱)۔

اس کے بالمقابل منافقین کی صفت یہ بیان کی ہے: ''برائی کا حکم دیتے ہیں اور بھلائی سے منع کرتے ہیں'' (التوبہ:۶۷)۔

تاریخ میں اظہار رائے کی مثالیں عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر مسلمانوں کی تاریخ کے ہر دور میں ملتی ہیں۔ صرف ایک مثال بیان کی جاتی ہے: ''غزوہ بدر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو ہدایت فرمائی کہ فلاں فلاں مقام پر قیام کریں اور پڑاؤ ڈالیں۔ حضرت حباب بن منذر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ جو مقام انتخاب کیا گیا ہے وحی کی رو سے ہے؟ یا فوجی تدبیر ہے؟ ارشاد ہوا کہ وحی نہیں ہے، حضرت حباب نے کہا تو بہتر ہوگا کہ آگے بڑھ کر چشمہ پر قبضہ کر لیا جائے اور آس پاس کے کنوئیں بے کار کر دیے جائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ رائے پسند فرمائی اور اس پر عمل کیا گیا (علامہ شبلی نعمانی، سیرۃ النبی، دار المصنفین، جلد اول، طبع چہارم، ص:۲۱۸)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین لوگوں سے رائے لیتے اور اظہار رائے کے لئے حوصلہ افزائی فرماتے، تاریخ کے اوراق میں اس کی متعدد مثالیں موجود ہیں۔

عقیدہ اور مذہب کے انتخاب کا حق: لوگوں کو عقل و شعور کی صلاحیت عطا کر کے اللہ تعالی نے انہیں اس بات کا اختیار دیا ہے کہ وہ اپنی صوابدید سے جس عقیدہ اور مذہب کو چاہیں اختیار کریں۔

ان پر کسی طرح کا کوئی جبر نہیں کیا جا سکتا۔ اللہ تعالی فرماتا ہے: ''دین کے معاملے میں کوئی زور زبردستی نہیں ہے، صحیح بات غلط خیالات سے الگ چھانٹ کر رکھ دی گئی ہے'' (سورۂ بقرہ:۲۵۶)۔

اللہ تعالی نے انبیائے کرام کو مبعوث کر کے اور انہیں اپنی کتاب عطا کر کے حق کو باطل سے جدا کر دیا۔ اب جو چاہے مانے اور جو چاہے نہ مانے، اس پر کسی طرح کی کوئی زور زبردستی نہیں، اللہ تعالی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے کہتا ہے: ''صاف کہہ دو یہ حق ہے تمہارے رب کی طرف سے اب جس کا جی چاہے مان لے اور جس کا جی چاہے انکار کر دے'' (سورۂ کہف:۲۹)۔

دوسری جگہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرمایا: ''اگر تیرے رب کی مشیت یہ ہوتی (کہ زمین میں سب مومن و فرماں بردار ہی ہوں) تو سارے اہل زمین ایمان لے آئے ہوتے پھر کیا تو لوگوں کو مجبور کرے گا کہ وہ مومن ہو جائیں۔

تعلیم کا حق: علم کا حصول ہر شخص کا بنیادی حق ہے۔ اسلام میں ذات پات کی بنیاد پر تحصیل علم کا دائرہ محدود نہیں ہے، ہر شخص کے لئے خواہ اس کا تعلق اونچے طبقے سے ہو یا نیچے طبقے سے علم حاصل کرنا اس کا حق ہی نہیں بلکہ فرض ہے۔

اس کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ پہلی وحی کا نزول علم حاصل کرنے کے بارے میں ہوا: ''پڑھو (اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا، جمے ہوئے خون کے ایک لوتھڑے سے انسان کی تخلیق کی، پڑھو اور تمہارا رب بڑا کریم ہے جس نے قلم کے ذریعہ علم سکھایا انسان کو وہ علم دیا جسے وہ نہ جانتا تھا'' (سورۂ علق:۱-۵)۔

قرآن مجید نے تحصیل علم کی ترغیب انتہائی دل نشیں انداز میں دی ہے۔ فرمایا: ''ان سے پوچھو کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے دونوں کبھی یکساں ہو سکتے ہیں؟ نصیحت تو عقل رکھنے والے قبول کرتے ہیں'' (سورۂ زمر:۹)۔

احادیث میں علم حاصل کرنے اور دوسروں کو علم سکھانے کی بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ حضرت ابو امامہ باہلی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''بے شک اللہ اس کے فرشتے، آسمانوں اور زمینوں کی تمام مخلوقات یہاں تک کہ چیونٹی اپنے بل میں اور مچھلی سمندر میں لوگوں کو بھلائی کی تعلیم دینے والوں کے لئے دعائے خیر کرتی ہیں'' (جامع ترمذی، ابواب العلم، باب ماجاء فی فضل الفقہ علی العبادۃ)۔

مذہبی دل آزاری سے تحفظ کا حق: آزادی اعتقاد اور آزادی ضمیر کی طرح اسلام نے لوگوں کو یہ حق بھی دیا ہے کہ ان کی مذہبی دل آزاری نہ کی جائے۔ دوسرے مذاہب کے راہنماؤں اور پیشواؤں کو برا بھلا نہ کہا جائے۔ ان کے معبودوں کو گالی دینے سے قرآن مجید منع کرتا ہے۔ فرمایا: ''اور اے مسلمانو! یہ لوگ اللہ کے سوا جن معبودوں کو پکارتے ہیں انہیں گالیاں نہ دو کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ شرک سے آگے بڑھ کر جہالت کی بنیاد پر اللہ کو گالیاں دینے لگیں'' (انعام:۱۰۸)۔

اسلام نے اس بات کی اجازت دی ہے کہ دوسروں کو اللہ تعالیٰ کے دین سے روشناس کرایا جائے۔ پیغام حق کی تبلیغ کی جائے، لیکن اس دوران بحث و مباحثہ، لڑائی جھگڑا اور دل آزاری سے اجتناب کیا جائے۔ بحث و مباحثہ کی نوبت بھی آجائے تو تہذیب و شائستگی کے ساتھ کیا جائے۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ''اور اہل کتاب سے بحث نہ کرو مگر عمدہ طریقہ سے'' (عنکبوت:۴۶)۔

اجتماعیت کا حق: اسلام اجتماعیت کو پسند کرتا ہے۔ کسی کام کے لئے لوگوں کا اکٹھا ہونا اور مل کر انجام دینا اسے انفرادی طور پر انجام دینے سے بہتر ہے۔ معاشرے میں بھلائی پھیلانے، برائی سے روکنے اور خیر کی طرف دعوت کے لئے انتہائی ضروری ہے کہ ایک جماعت قائم کی جائے۔ ارشاد الٰہی ہے: ''تم میں کچھ لوگ تو ایسے ضرور ہونے چاہیے جو نیکی کی طرف بلائیں بھلائی کا حکم دیں اور برائیوں سے روکتے رہیں۔

اس قسم کی جماعت سازی اللہ تعالی کو پسند ہے اس عظیم کام کو انجام دینے کی وجہ سے امت محمدیہ کو خیر امت کہا گیا ہے۔ اللہ تعالی نے مسلمانوں کو خطاب کر کے فرمایا: ''اب دنیا میں وہ بہترین گروہ تم ہو جسے انسانوں کی ہدایت و اصلاح کے لئے میدان میں لایا گیا ہے، تم نیکی کا حکم دیتے ہو، بدی سے روکتے ہو، اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

Scanned with CamScanner

دین کے داعیوں کا معاشی استحکام بھی ضروری؟

ڈاکٹر فضل الرحمان فریدی

امت مسلمہ کی معاشی ابتری کا ازالہ اور اس کیلئے وسائل کی فراہمی کی جدو جہد ضروری ہے، ضعف اور کمزوری چاہے وہ کسی نوعیت کی ہو تقویٰ اور خدا ترسی کے اسلامی تصور کے منافی ہے۔ بھکمری اور افلاس داعیانہ زندگی سے وہ وقار اور عزت نفس چھین لیتے ہیں جو طاغوتی قوتوں سے نبرد آزما ہونے کی لازمی شرائط میں داخل ہیں۔ ان کی دائمی موجودگی، داعی سے وہ عزم و حوصلہ بھی سلب کر لیتی ہے جو انقلابی کردار کے اجزائے ترکیبی ہیں۔ عمومی ضعف کا ازالہ اور انفرادی و اجتماعی قوت کا حصول دینی ذمے داری بھی ہے؛ چنانچہ قرآن کریم کا ارشاد ہے: ''اور تم اپنی استطاعت کے بقدر قوت اور تیار بندھے گھوڑے مہیا کر رکھو، تاکہ اس کے ذریعے اپنے دشمنوں اور اللہ کے دشمنوں پر رعب ڈال سکو'' (الانفال: 60)۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں میں سے علم اور جسم کی دونوں قوتوں کو کامیابی کی شرائط قرار دیا ہے: ''اور اس کو دماغی و جسمانی دونوں قسم کی اہلیتیں فراوانی کے ساتھ عطا کیں''۔ دورِ حاضر میں قوت کا اہم جزو معاشی استحکام بھی ہے؛ لیکن معاشی جدو جہد کے خالص دنیوی میدان میں بھی مسلمان سماج اپنے طرز عمل سے شہادت کے حق کا فریضہ انجام دیتا ہے۔ دعوت کی مصنوعی حاشیہ طرازی نہیں ہے جس کو زندگی کی عام جدو جہد میں جوڑ دیا گیا ہو، بلکہ مومن ہر حال میں داعی ہوتا ہے۔ حق کا شاہد ہوتا ہے، اس کی زبان اور قلم ہی نہیں بلکہ اس کی چلت پھرت بھی پاکیزہ اخلاقی اصولوں اور اقدار کی گواہ ہوتی ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ شہادت کہ کان خلقہ القرآن (آپ کی عادات اور اطوار قرآن کا چلتا پھرتا نمونہ تھے) اسی حقیقت کی آئینہ دار تھی۔ آپ کی اتباع میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے بھی اپنی زندگی کی ہر جدو جہد کو قرآن کریم کا چلتا پھرتا نمونہ بنانے کی بہترین مثال قائم کی تھی۔

معاشی جدو جہد اور کسب رزق، دولت کا حصول اور اس کی تقسیم، وسائل رزق کے انتخاب اور معیار زندگی کی طلب، اشیائے صرف کے استعمال اور ان کی پیداوار، سرمایہ کاری کے رہنما اصول اور اس کے حدود، قدرت کے وسائل کی جستجو اور ان کا تصرف، یہ سب کچھ ان اخلاقی حدود کے پابند ہوں گے جن کا دین حق علمبردار ہے۔ ایک مومن سرمایہ کار وسائل قدرت کا متوازن استعمال کرتا ہے، وہ ان پر ڈاکہ نہیں ڈالتا، لوٹ کھسوٹ نہیں کرتا بلکہ صحیح طور پر اور عادلانہ نہج پر اس سے نفع حاصل کرتا ہے۔ جب وہ اس طرز عمل کو اختیار کرتا ہے تو وہ محض کسب رزق نہیں کرتا بلکہ شہادت حق کا فریضہ بھی انجام دیتا ہے۔ دونوں حیثیتیں مومن کی زندگی میں اس طرح مدغم ہو جاتی ہیں کہ ان میں تمیز کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ مادی ضرورتوں کیلئے تگ و دو اس کو دوہرے اجر کا مستحق بنا دیتی ہے۔ ایک اجر اس بات کا کہ وہ اللہ سبحانہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں کی جستجو کرتا ہے اور اسی طرح وہ اپنی اور اپنے اہل و عیال کو محتاجگی سے نجات دلاتا ہے اور دوسرا اجر اس بات پر ہے کہ وہ اس جدو جہد میں اپنے مالک اور پروردگار کی عرضیات کا لحاظ کرتا ہے اور اس کی ناپسندیدگی کے موجبات سے احتراز کرتا ہے۔ یہ وہ بے مثال امتزاج ہے جو خالص مادی جدو جہد کو تقربِ الٰہی کا ذریعہ بنا دیتی ہے۔ ان سب پر مستزاد یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی زمین میں فساد کے بجائے اصلاح کی روش اختیار کر کے شہادت حق کا عملی نمونہ پیش کرتا ہے۔ قرآن کریم اور سنت نبویہ نے کسب رزق اور معاشی جدو جہد کے جو بنیادی اصول ہمیں عطا کئے ہیں ان پر ایک نظر ڈالئے۔

(ا) پہلی بات یہ ہے کہ دین حق کی تعلیمات ہمیں تاکید کرتی ہیں کہ صرف طیب رزق اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔ ''اے لوگو! زمین میں جو پاک اور حلال چیزیں ہیں انھیں کھاؤ'' (البقرہ: 168)۔ ''پس اے لوگو! اللہ نے جو حلال اور پاک رزق تم کو بخشا ہے اسے کھاؤ اور اللہ کے احسان کا شکر ادا کرو'' (النمل: 114)۔

اللہ تعالیٰ نے دنیا میں جتنی چیزیں پیدا کی ہیں، اگرچہ اصلاً حلال اور مباح ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے بعض چیزوں کو حرام قرار دیا ہے۔ اس سے اجتناب لازم ہے؛ مثلاً شراب، خنزیر وغیرہ، مگر حرام اور ناپاک صرف چند مخصوص چیزیں نہیں ہیں بلکہ بعض ذرائع بھی ہیں جن سے دولت کمائی جاتی ہے۔ مثلاً بددیانتی، خیانت، دھوکہ، جھوٹ، فریب، قمار، غصب، سود وغیرہ اور ایسے تمام ذرائع جن سے ظلم اور استحصال لازم آتا ہے۔

(۲) دوسری بات یہ ہے کہ اس کے نزدیک کسب رزق کے ذرائع بھی پاک وصاف رہنے چاہئیں۔ صرف جدو جہد کے ثمرات نہیں، بلکہ نفس جدو جہد بھی پاکیزہ یا ناپاک، حرام اور حلال ہو سکتی ہے؛ چنانچہ اس کا ارشاد ہے: ''اور تم لوگ نہ تو آپس میں ایک دوسرے کے مال ناروا طریقہ سے کھاؤ اور نہ حاکموں کے آگے ان کو اس غرض سے پیش کرو کہ تمہیں دوسروں کے مال کا کوئی حصہ قصداً ظالمانہ طریقہ سے کھانے کا موقع مل جائے'' (البقرہ: 188)۔

(۳) تیسری بات یہ ہے کہ دولت کا حصول اور معاشی استحکام، خدا کی نعمتوں سے استفادہ اس حد تک جائز ہے جب تک وہ معتدل اور معقول حدود کے اندر ہوں۔ اس لئے اسراف اللہ کو ناپسند ہے۔ ''اے بنی آدم! ہر عبادت کے موقع پر اپنی زینت سے آراستہ رہو اور کھاؤ پیو اور حد سے تجاوز نہ کرو اور اللہ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا'' (الاعراف: 31)۔ ''بے شک فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا ناشکرا ہے'' (الاسراء: 27)۔

معاشی زندگی کی بہتری اگرچہ پسندیدہ ہے لیکن اگر وہ اسراف اور ضیاع مال کی حدود میں داخل ہو جائے تو ناپسندیدہ ہے، اسراف صرف معقول حدود سے تجاوز ہی نہیں ہے، بلکہ خدا کے دوسرے بندوں کی حق تلفی بھی ہے۔ ان پر ظلم بھی ہے، اسراف انسان کے کردار کو گھن کی طرح کھا جاتا ہے۔ استکبار کو جنم دیتا ہے، اعلیٰ اور ارفع اخلاقی اقدار سے بے نیازی کو جنم دیتا ہے، وہ سماج میں شفقت اور مروت اور انسان دوستی کو کچل ڈالتا ہے، نمائش اور منافقت کو پروان چڑھاتا ہے۔ اسراف اور فضول خرچی امراء اور غرباء کے درمیان دائمی نفرت کی خلیج پیدا کر دیتا ہے، وہ انسان کے دل میں ایسی ہوس پیدا کرتا ہے جو کسی طرح نہیں بجھتی۔ اسراف کا سب سے نمایاں مظہر دور حاضر میں ماحول کی آلودگی کی شکل میں ہمارے سامنے موجود ہے، اس نے قدرتی وسائل کو لوٹ کھسوٹ کا ایسا ہولناک منظر نامہ ترتیب دیا ہے کہ جنگلات کاٹے جا رہے ہیں، پانی کے ذخائر کم ہو رہے ہیں اوزون لیئر میں شگاف پیدا ہو رہے ہیں اور اس کا قوی اندیشہ ہے کہ زرخیز زمینیں بنجر ہو جائیں۔

قرآن کریم انسان کی اس رجحان کی نشاندہی کرتا ہے۔ ''تم کو ایک دوسرے سے بڑھ کر دولت حاصل کرنے کی دھن نے غفلت میں ڈال رکھا ہے'' (التکاثر: 1-2)۔ چھوڑ دو مجھے اور اس کو جسے میں نے اکیلا پیدا کیا اس کو بہت سا مال دیا، حاضر رہنے والے بیٹے دیئے اور اس کیلئے ریاست کی راہ ہموار کی، پھر وہ طمع رکھتا ہے کہ میں اسے اور دوں'' (المدثر: 11-15)۔ قرآن مجید کے نزدیک نہ اسراف پسند ہے اور نہ ہی بخل بلکہ وہ متوسط اور معتدل زندگی کو مومن کی صفت قرار دیتا ہے۔ ''اور یہ لوگ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ اسراف کرتے ہیں اور نہ بخل۔ ان دونوں کے درمیان ان کا خرچ اعتدال پر قائم رہتا ہے'' (الفرقان: 67)۔

(۴) چوتھی بات یہ ہے کہ وہ اسلام کو اللہ تعالیٰ کی امانت قرار دیتا ہے اور مومن کو دولت میں غربا، فقرا اور محتاجوں کا حق قرار دیتا ہے۔ ''اور کھاؤ ان کی پیداوار جبکہ وہ ثمر آور ہوں اور اس کا حق ادا کرو جبکہ اس کی فصل کاٹو'' (الانعام: 141)۔ ''اور ان کے مالوں میں سائل اور محروم کا حق تھا'' (الذاریات: 19)۔

(۵) پانچویں بات یہ ہے کہ وہ ارتکاز دولت کو غلط اور باطل قرار دیتا ہے اور اس کے ذرائع کا سد باب کرتا ہے۔ عدل و انصاف کو ہر میزان میں پسندیدہ قرار دیتا ہے۔ ''تاکہ وہ تمہارے مال داروں کے درمیان گردش کرتا رہے'' (الحشر: 7)۔ ''تاکہ لوگ قسط پر قائم رہیں'' (الحدید: 25)۔

مذکورہ بالا تعلیمات مومن کی معاشی جدو جہد کے سنگ میل ہیں۔ اسی پس منظر میں اب دور حاضر کی معاشی جدو جہد اور اس کے ذرائع کا مطالعہ ہمارے لئے نہ صرف بصیرت افروز ہوگا بلکہ وہ نشانات راہ بھی مقرر کرے گا جس کا اعتبار اور لحاظ ملت اسلامیہ کی معاشی زندگی کے استحکام کا باعث بھی بنے گا اور اس کے نصب العین کی ادائیگی کا نہایت اہم وسیلہ بھی ہے۔ معاشی جدو جہد دعوتِ حق کا میدان: اوپر کی گفتگو سے یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ افلاس سے رستگاری اور معاشی استقلال، دینی اقدار کو برتنے اور ایمان و اخلاق کی سلامتی کیلئے بھی ضروری ہیں۔ اس کا ایک دوسرا رخ یہ ہے کہ اس جدو جہد کے ذریعے دین حق کی صداقتوں پر عملی گواہی دی جا سکتی ہے۔ اس کی اقدار کا رحمت ہونا واضح کیا جا سکتا ہے۔ ان تعلیمات پر عمل کر کے انسانیت پر یہ بھی واضح کیا جا سکتا ہے کہ معاش حاصل کرنے کے وسیلے کیا ہیں جن سے پیٹ بھی بھرتا ہے، تن بھی ڈھانپا جا سکتا ہے، چھت بھی فراہم کی جا سکتی ہے۔ مرض بھی دور کیا جا سکتا ہے، لیکن خیانت اور بددیانتی اور ظلم و استحصال کے ہمراہ نہیں بلکہ ان کا ازالہ کر کے۔ مسلمان سرمایہ کار اور صنعت کار اگر اپنے حسابات میں ذاتی نفع پر اللہ کی خلقت کی منفعت کو ترجیح دیتا ہے، جب وہ ذاتی لاگت کے ساتھ ساتھ سماجی مضرتوں کو مدنظر رکھتا ہے تو وہی حق کا ایسا شاہد بنتا ہے جو ہزار ہا وعظوں اور تقریروں پر فوقیت رکھتا ہے۔ جب وہ اپنی آمدنی اور مصارف میں سے غریب اعزاء اور فقراء و مساکین کا لازمی حق ادا کرتا ہے تو وہ شعوری یا غیر شعوری طور پر حق کا داعی ہوتا ہے۔ یہ بات ہمیشہ صحیح تھی لیکن دور حاضر میں تو اس کی اہمیت حد درجہ زیادہ ہوگئی ہے۔

جدید دور اور معاشی جدو جہد کے ثمراتِ خبیثہ: آج کی دنیا میں طلب دولت کی ہوس نے قدرتی وسائل کو استعمال کرنے پر اکتفا ہی نہیں ہے بلکہ وہ اس کو لوٹ رہی ہے، چنانچہ ماحول آلودہ ہو رہے ہیں اور قدرتی وسائل کے ذخیرے نہایت تیزی سے گھٹ رہے ہیں۔ عیش و عشرت کی زندگی کے عادی مغربی کلچر نے اسراف کا بازار گرم کر رکھا ہے؛ چنانچہ پانی، ہوا، قدرتی وسائل سب کو نہایت بے بصیرتی سے ضائع کیا جا رہا ہے۔

دوسری طرف انسانیت نہایت غریب اور حد درجہ امیر گروہوں میں بٹ گئی ہے۔ ایک طرف وسائل کی بہتات ہے، دوسری طرف صومالیہ ہے، نائیجیریا ہے، جنوبی سوڈان ہے، جہاں قحط اور بھکمری کے عفریت ننگا ناچ رہے ہیں۔ تیسری جانب دنیا ہے جہاں غربت، مرض اور جہالت سایہ فگن ہے۔ بنگلہ دیش ہے، مشرقی یورپ ہے، افریقہ ہے، ہندستان ہے جہاں تازہ ترین اعداد و شمار کے اعتبار سے اس ملک کی 36 فیصد آبادی آج بھی چند روپیہ یومیہ تک آمدنی پر اکتفا کرنے کو مجبور ہے۔

ظلم و استحصال ہے، جبر و استبداد ہے جو معاشی زندگی کی فطرت ثانیہ بن گئے ہیں۔ خباثت، جعلسازی ہے جو دولت کمانے کا فن بن گئے ہیں۔ اب دولت کمانے کیلئے مزدوروں اور کسانوں کو لوٹنا عام طرز عمل ہے۔ گھریلو صنعتوں کا جائزہ لیجئے کہ ٹھیکیدار بیڑی مزدوروں، چکن کاروں، جوتا سازوں، شیشہ گروں، رنگ ریزوں، حمالوں کو کیا مزدوری دیتے ہیں اور خود کتنا کماتے ہیں۔ پرائیوٹ اسپتالوں میں مریضوں کی جیب کیسے کاٹی جاتی ہے، ہوٹلوں کو چھوڑ دیجئے، نجی تعلیمی اداروں میں اساتذہ کا استحصال کتنا ہوتا ہے۔ بڑے آڑھتئے چھوٹے تاجروں، کسانوں اور کاریگروں کا استحصال کرتے ہیں۔ اسمگلنگ اب فن ہے۔ شراب اور جنس منافع کا ذریعہ ہیں۔ رشوت معمولات کا حصہ بن گئی ہے۔ بلڈنگ مافیا اب کاروبار کا جزو لاینفک ہیں۔ طاقت اور دولت ہی نہیں، بلکہ انصاف بھی امیروں کے چشم کرم کے محتاج بن گئے ہیں، نفع خوری کیلئے بچوں کا جنسی استحصال کیا جاتا ہے۔ ننگی فلموں کو دھڑلے سے فروخت کیا جاتا ہے، غذاؤں میں ملاوٹ کر کے عوام کی صحت تباہ کی جاتی ہے اور اب دواؤں میں بھی ملاوٹ کا فن ترقی پر ہے۔ ڈاکٹر انسانی اعضاء کی تجارت میں ملوث ہو جاتے ہیں۔ معاشی کاروبار میں سود کی حیثیت شہ رگ کی ہے جو سرمایہ دار کا خدمت گار ہے۔ محض استعداد اور ذہانت کی بنیاد پر آپ سرمایہ حاصل نہیں کر سکتے، اس لئے کہ سودی سرمایہ ان کو فراہم کیا جاتا ہے جو پہلے سے سرمایہ دار ہوں۔ تفریق دولت میں دن دونا اور رات چوگنا اضافہ ہو رہا ہے۔ قمار بازی کے ثمرات خبیثہ ہیں۔ اسٹاک ایکسچینج، دھوکہ بازی اور فریب کاری کے مراکز بن گئے ہیں۔ ان اعمال و حرکات سے بچتے ہوئے رزق حلال کی جدو جہد کرنا ہے۔

Scanned with CamScanner

انصاف میں تاخیر انصاف کا قتل ہے

زعیم الدین احمد حیدرآباد

قانون کے گلیاروں میں ایک کہاوت بہت مشہور ہے کہ انصاف میں تاخیر دراصل انصاف کا انکار ہے۔حقیقت یہ ہے کہ ایسے انصاف کا کیا حاصل جو تاخیر سے ملا ہو۔اسی طرح ایک اور کہاوت بھی مشہور ہے کہ جلد بازی میں کیا ہوا فیصلہ انصاف کو دفن کرنے کے مترادف ہے۔حقیقت یہ ہے کہ یہ دونوں حالتیں اپنی انتہائی کیفیات کو ظاہر کرتی ہیں۔اسی لیے اعتدال کا راستہ ہی بہترین راستہ ہے۔

ہمارے ملک کی عدالتوں اور ان کے فیصلوں کی صورت حال پر پہلی بیان کردہ حالت پوری طرح صادق آتی ہے، کیوں کہ یہاں انصاف کا حصول آسان نہیں ہے،لوگوں کو اس کے لیے برسوں انتظار کرنا پڑتا ہے،بسا اوقات نوبت یہاں تک پہنچ جاتی ہے کہ فیصلہ آنے تک ملزم کی جان ہی چلی جاتی ہے۔یہاں فیصلے ہمیشہ تاخیر سے آتے ہیں۔تاخیر سے ملنے والے اس انصاف سے متعلق ایک اور کہاوت بھی بہت مشہور ہے کہ مقدمہ ہارنے والا کمرہ عدالت میں روتا ہے اور جیتنے والا گھر آ کر روتا ہے۔روتے بہر حال دونوں ہیں،ہارنے والا اس لیے روتا ہے کہ وہ مقدمہ ہار گیا،جیتنے والا اس لیے روتا ہے کیوں کہ اس دوران اس کی عمر کے برسوں نکل گئے،اس کا وقت اور پیسہ سب کچھ برباد ہو گیا۔گویا وہ مقدمہ جیت کر بھی ہار گیا۔حق وانصاف کے حصول میں سب سے بڑی رکاوٹ فیصلوں میں تاخیر ہے،اور یہ تاخیر دنوں کی نہیں بلکہ دہائیوں پر محیط ہوتی ہے۔ہزاروں کی تعداد میں ایسے ملزمین ہیں جن پر ابھی صرف الزام ہی لگا ہے، سالوں سے وہ جیلوں میں سڑ رہے ہیں، ان کی ضمانتوں کی درخواستوں کو سنا ہی نہیں جاتا،کسی کو ضمانت ملتے ملتے برسوں گزر جاتے ہیں، کسی کے دس سال تو کسی کے بیس سال۔جب کہ یہ ان کے مقدمات کی سماعت نہیں ہوتی ہے۔یہ تو صرف ضمانت کی درخواستیں ہوتی ہیں۔اپنے ٹرائل کے دوران وہ اپنی زندگی کے کئی قیمتی سال جیل کے سلاخوں کے پیچھے گزار دیتے ہیں۔سوال یہ ہے کہ اس طرح کی غیر معمولی تاخیر کی کیا وجوہات ہیں؟ حکومت کا کہنا ہے کہ عدالتوں کو ضمانتوں کی درخواستوں کی سماعت پر توجہ نہیں دینی چاہیے۔اس کے برعکس سپریم کورٹ کا کہنا ہے کہ Bail is roll, jail is exception یعنی ضمانت دینا ضابطہ ہے، جب کہ جیل بھیجنا استثنائی کیفیت ہے۔

ہمارے ملک میں عدالتیں تین سطحوں پر کام کرتی ہیں، پہلی عدالت عظمٰی یعنی سپریم کورٹ ہے جسے فیڈرل کورٹ بھی کہتے ہیں، دوسری عدالت عالیہ یعنی ہائی کورٹ اور تیسری ضلعی عدالتیں۔ان عدالتوں میں دو قسم کے مقدمات لڑے جاتے ہیں ایک دیوانی یعنی سیول مقدمات، دوسرے فوجداری یعنی کریمنل مقدمات۔آپ کو یہ جان کر حیرت ہوگی کہ ہمارے ملک کی جملہ عدالتوں میں تقریباً پانچ کروڑ سے زیادہ مقدمات زیرِ التوا ہیں۔اور یہ اعداد و شمار خود مرکزی حکومت کے جاری کردہ ہیں۔ان میں ایک لاکھ 70 ہزار مقدمات ایسے ہیں جو تیس سال سے زیرِ التوا ہیں،اور یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ایک اور دلچسپ بات یہ ہے کہ ان مقامات میں حکومت خود سب سے بڑی مدعی ہے،ان زیرِ التوا مقدمات میں سے 50 فیصد مقدمات حکومت کے ہیں۔ان زیرِ التوا مقدمات کا بہت بڑا حصہ زمین اور جائیدادوں سے متعلق ہے، تمام دیوانی مقدمات میں تقریباً 66 فیصد تنازعات زمین اور جائیدادوں سے متعلق ہیں،ان میں سے تقریباً 25 فیصد مقدمات کا فیصلہ سپریم کورٹ نے کیا۔ہمارے کے لیے قابلِ فخر بات یہ ہے کہ دنیا میں سب سے زیادہ زیر التوا مقدمات ہمارے ملک میں ہی ہیں، ہمارا ملک کسی اور چیز میں آگے ہو نہ ہو لیکن عدالتوں میں زیرِ التوا مقدمات میں ضرور آگے ہے۔نیتی آیوگ کے مطابق ہماری عدالتوں میں زیر دوراں مقدمات کو نمٹانے کے لیے 324 سال سے زیادہ کا وقت درکار ہے۔

ہم نے بارہا پڑھا ہے کہ ایک شخص کو جس پر قتل کا الزام تھا اسے بیس سال بعد ناکافی شواہد کی بنا پر جیل سے رہا کر دیا گیا۔کئی مسلم نوجوانوں کو ٹاڈا قانون کے تحت گرفتار کیا گیا تھا جن پر دہشت گردی کا الزام تھا ان میں کسی کو اٹھائیس سال بعد تو کسی کو پچیس سال بعد باعزت بری کر دیا گیا۔آخر اس تاخیر کی کیا وجوہات ہیں؟

پہلی وجہ ججوں اور عدالتی عملے کی کمی: ملک میں اس وقت ججوں کی تعداد دس لاکھ آبادی پر 21 ہے۔سپریم کورٹ میں ججوں کی کل تعداد 34 ہے، وہیں ہائی کورٹس میں 1108 اور ضلعی عدالتوں میں 24,631 ججز ہیں۔اس سے آپ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ کتنے ہزار ججوں کی جائیدادیں مخلوعہ ہیں۔لا کمیشن آف انڈیا اور جسٹس وی ایس ملیمتھ کمیٹی نے سفارش کی تھی کہ ججوں کی تعداد کو بڑھایا جانا چاہیے، ان کی سفارش تھی کہ ہر دس لاکھ کی آبادی پر 50 ججز ہونے چاہئیں یا ہر 20 ہزار کی آبادی پر ایک جج ہو۔اگر یورپ اور امریکہ سے موازنہ کیا جائے تو ہمارا تو کوئی مقام ہی نہیں ہے۔یورپ میں فی دس لاکھ کی آبادی پر 210 جج ہیں اور امریکہ میں فی دس لاکھ پر 150 جج ہیں۔ملک میں زیرِ التوا مقدمات پر جو پیسہ خرچ ہوتا ہے وہ دو فیصد جی ڈی پی کے برابر ہے۔عالمی انصاف پروجیکٹ کے مطابق ہمارے ملک کی درجہ بندی 142 ممالک میں، دیوانی انصاف میں 111 اور فوجداری انصاف میں 93 ہے۔ضمناً ایک بات عرض کر دوں کہ ایک جج سال میں دو سو پانچ دن یا اس سے کچھ زائد دن ہی کام کرتا ہے، باقی دنوں میں چھٹیاں ہوتی ہیں۔

دوسری وجہ ناکافی بجٹ ہے۔ ہمارے ملک میں سپریم کورٹ کے اخراجات مرکزی حکومت، اور ہائی کورٹ اور ضلعی عدالتوں کے لیے ریاستی حکومتیں بجٹ فراہم کرتی ہیں۔ ہمارا ملک عدالتوں کے تمام اخراجات پر اپنی جی ڈی پی کا 0.08 فیصد ہی خرچ کرتا ہے، جبکہ امریکہ اپنے سالانہ بجٹ کا دو فیصد عدالتوں پر خرچ کرتا ہے، وہیں ہماری ریاستیں اپنی عدالتوں کے تمام اخراجات کے لیے اپنے سالانہ بجٹ کا ایک فیصد سے بھی کم خرچ کرتی ہیں۔

تیسری وجہ انفراسٹرکچر کی کمی۔ یہ بھی ایک وجہ ہے تاخیر کی۔ ضلعی عدالتیں بنیادی ڈھانچے کی کمی کا شکار ہیں۔ صرف 20,143 عدالتی کمرے ہی موجود ہیں جب کہ 24,631 ججوں کی تعداد ہے۔ نچلی عدالتوں میں سے صرف 40 فیصد عدالتوں میں ہی بیت الخلا کی سہولتیں پائی جاتی ہیں، زیریں عدالتوں میں بھی ڈیجیٹل انفراسٹرکچر، ویڈیو کانفرنسنگ رومز اور جیل کے افسروں سے ویڈیو کنیکٹیویٹی کا کوئی انتظام نہیں ہے۔

چوتھی وجہ غیر موثر قانون سازی۔ تنازعات اور شکایات پر قانون نافذ کرنے والے اداروں کی جانب سے متاثرہ فرد کو اطمینان نہیں دلایا جاتا اور نہ ہی منصفانہ طریقے سے اس کا مسئلہ کیا جاتا ہے۔ قانون ساز اسمبلیوں میں منظور شدہ قوانین میں خامیاں پائی جاتی ہیں، اسی طرح قانون نافذ کرنے والے ادارے عدالتوں میں مقدمات کی دھجیاں اڑاتے ہیں۔ ججوں نے اس معاملے میں کئی مرتبہ تنقید کی بھی ہے کہ قانون ساز ادارے اور نافذ کرنے والے ادارے اپنی تمام تر صلاحیتوں کا استعمال نہیں کرتے جس کی وجہ سے خراب حکم رانی ہو رہی ہے اور اسی وجہ سے عدالتوں پر بھی بوجھ پڑ رہا ہے۔

پانچویں وجہ قوانین کا غلط استعمال۔ عدالتوں میں مقدمات طے شدہ قواعد کے مطابق چلتے ہیں، انہی پرانے قواعد وضوابط کے استعمال کی وجہ سے مقدمات میں تاخیر ہو جاتی ہے۔ وکلا بغیر کسی تردد کے بغیر روک ٹوک کے غیر متعلقہ دلائل کے ساتھ بحث کرتے ہیں اور عدالتوں کا وقت ضائع کرتے ہیں، جس کی وجہ سے عدالتی کارروائی میں تاخیر ہوتی ہے، علاوہ ازیں وہ اپنے مقدمات کی درخواستیں طویل تحریروں میں جمع کراتے ہیں جو اتنی طویل ہوتی ہیں کہ ان کو پڑھنے میں ہی کئی دن لگ جاتے ہیں۔

ان ساری وجوہات کی وجہ سے فیصلوں میں تاخیر ہو رہی ہے۔ حکومت بھی اس معاملے میں سنجیدہ نظر نہیں آتی۔ وہ ججوں کو چھٹیاں دینے کی مخالفت تو کرتی ہے لیکن پارلیمنٹ کتنے دن کام کرتی ہے اس کا موازنہ نہیں کرتی۔ ججوں کی تعداد بڑھانے سے پہلو تہی کرتی ہے، مخلوعہ جائیدادوں کو پر نہیں کرتی۔ ایسے قوانین بنانے کی کوشش نہیں کرتی جس سے مجرم جرم کرنے سے پہلے سو بار سوچے۔ قانون سازی میں بھی فرقہ وارانہ رنگ نظر آ رہا ہے۔ صاف معلوم ہوتا ہے کہ قانون نافذ کرنے والے ادارے انصاف کے بجائے تعصب کی عینک پہنے ہوئے ہیں۔

اتحاد امت: وقت کی ضرورت

ڈاکٹر محمد نجیب قاسمی سنبھلی

آج فسطائی طاقتیں اسلام اور مسلمانوں کو ذلیل ورسوا کرنے کے لئے ہر ممکن حربہ استعمال کر رہی ہیں، جس سے ہر ذی شعور واقف ہے۔ لہٰذا ہم سب کی ذمہ داری ہے کہ اپنے اختلاف کو صرف اظہار حق یا تلاش حق تک محدود رکھیں۔ اپنا موقف ضرور پیش کریں، لیکن دوسرے کی رائے کی صرف اس بنیاد پر مخالفت نہ کریں کہ اس کا تعلق دوسرے مکتب فکر سے ہے۔ ہمیں امت مسلمہ کے شیرازہ کو بکھیرنے کے بجائے اس میں پیوندکاری کرنی چاہئے۔ فروعی مسائل میں اختلاف کی صورت میں دیگر مکاتب فکر کی رائے کا احترام کرتے ہوئے اپنا موقف ضرور پیش کیا جا سکتا ہے، لیکن دوسرے مکتب فکر کی رائے کی تذلیل اور رسوائی ہماری زندگی کا مقصد نہیں ہونا چاہئے۔ امت مسلمہ ایک ہزار سال سے زیادہ عرصہ سے چاروں ائمہ کی تقلید کے مسئلہ پر متفق چلی آ رہی ہے۔ اور چاروں ائمہ کی تقلید قرآن وحدیث کی اتباع ہی ہے۔ لہذا اشد ضرورت ہے کہ ائمہ اربعہ کی قرآن وحدیث پر بنی ان کی رائے کا احترام کیا جائے۔ ائمہ کی شان میں توہین آمیز الفاظ استعمال نہ کئے جائیں۔ فروعی مسائل میں عوام الناس کو الجھایا نہ جائے بلکہ انہیں مبادء اسلام سے واقف کرایا جائے۔ نوجوانوں کی بڑی تعداد سورہ فاتحہ کو صحیح طریقہ سے پڑھنا نہیں جانتی لیکن بعض حضرات ان کی سورہ فاتحہ کی تجوید میں اصلاح کے بجائے ان کے سامنے حضرت امام ابوحنیفہ اور علماء احناف کے امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنے کو اس طرح ذکر کرتے ہیں کہ ۸۰ ؍ہجری میں پیدا ہوئے امام ابوحنیفہ اور علماء احناف نے یہ کہا جبکہ قرآن وحدیث میں یہ مذکور ہے، حالانکہ امام ابوحنیفہ اور علماء احناف کے دلائل توریت یا زبور سے نہیں لئے گئے ہیں بلکہ ان کی رائے قرآن وحدیث سے ہی دلیل ہے اور وہ اپنے زمانے میں علم وعمل کے درخشاں ستارہ تھے۔

سعودی عرب کی موجودہ حکومت (جو اختلافی مسائل میں عموماً حضرت امام احمد بن حنبل کی رائے کو ترجیح دیتی ہے جیسا کہ شاہ عبدالعزیز نے کہا ہے) کا بھی یہی موقف ہے کہ فروعی مسائل میں امت مسلمہ کے اختلافات کو حق وباطل کی جنگ کی طرح لوگوں کے سامنے پیش نہ کیا جائے۔ بلکہ چاروں ائمہ کی قرآن وحدیث پر بنی رائے کا مکمل احترام کیا جائے۔ امام حرم شیخ عبدالرحمٰن السدیس نے برصغیر کی اہم علمی درسگاہ دارالعلوم دیوبند کے سفر کے دوران فرمایا تھا کہ ان فروعی مسائل میں اختلاف کا حل نہ آج تک ہوا ہے اور نہ بظاہر ہوگا۔ سعودی عرب کے سابق بادشاہ شاہ عبداللہ مرحوم نے نہ صرف امت مسلمہ کے تمام مکاتب فکر کو جوڑنے کے لئے خصوصی ہدایات جاری فرمائیں بلکہ اسلام اور دیگر مذاہب کے درمیان بھی اختلافات کو کم کرنے پر زور دیا اور اس سلسلہ میں انہوں نے لاکھوں ریال خرچ کر کے متعدد کانفرنسوں کا انعقاد کرایا۔ لہذا ہم اپنی صلاحیتیں فروعی مسائل میں امت مسلمہ کو تقسیم کرنے میں نہیں بلکہ امت کے درمیان اتحاد واتفاق پیدا کرنے میں لگائیں، جو وقت کی اہم ضرورت ہے ورنہ اسلام مخالف طاقتیں اپنے مقصد میں کامیاب ہوں گی۔ امت مسلمہ کے تقریباً 95 فیصد کو قرآن وحدیث کی روشنی میں چاروں ائمہ کی رائے پر عمل کرنے دیں، جیسا کہ عرصہ دراز سے چلا آ رہا ہے۔

Scanned with CamScanner

اوقافی جائداد کے دستاویزات کو درست کرلیجئے

مدثر احمد شیموگہ۔کرناٹک

ملک میں ایک کے بعد ایک مسجدوں پر فرقہ پرست طاقتیں قبضہ جمانے کی پوری کوششیں کررہی ہیں۔مسجدوں کے تحفظ کیلئے جہاں مسلمان حکومتوں سے اُمیدیں باندھا کرتے تھے،اُنہیں مایوسی ہوئی،اس کے بعد مسلمانوں نے عدالتوں سے اُمید لگائی تو وہاں پر بھی مسلمانوں کو نا اُمیدی ہی ہاتھ لگ رہی ہے،حالانکہ ملک میں ایک ایسا قانون بھی ہے جس میں یہ کہا گیاہے کہ 1947 سے پہلے جس جس کی عبادت گاہ،جس قوم کی تحویل میں ہیں،اُن عبادت گاہوں پرکوئی دوسرا اپنا ہونے کا دعویٰ نہیں کرسکتا۔1992 میں بابری مسجد کی شہادت کے بعد یہ قانون نافذ کیا گیا تھا،باوجود اس کے اس قانون پر عمل پیرائی نہ کہ برابر ہورہی ہے۔اس کی اہم وجہ یہ بھی ہے کہ اس وقت قانون کو نافذ کرنے کیلئے جو عدالتیں موجود ہیں،ان عدالتوں میں سنگھ پریوار کا قبضہ ہوتا جارہاہے۔سنگھ پریوار کے کارندے،وکیل،پولیس اور ججوں کے منصب پر فائز ہیں۔کرناٹک کیشیموگہ ضلع کے تیرتھ ہلی تعلقہ میں مقامی عدالت کے جج نے گذشتہ دنوں دستور کو گیتا سے مشابہت کی،اس کے علاوہ انہیں جو تقریر کرنے کیلئے بلایا گیا تو وہ تقریر کے آغاز وانجام میں جئے شری رام کے نعرے لگائے۔اندازہ لگائیے کہ کس طرح سے عدالتوں میں سنگھ پریوار کی فکرر کھنے والے جس براجمان ہوچکے ہیں۔

ملک کے موجودہ حالات ہیں وہ مسلمانوں کیلئے لحہ فکر ہیں،مسلمانوں کو اب اپنے طور طریقوں پر مزید تبدیلی لانے کی ضرورت ہے۔سب سے پہلے تو مسلمان کسی ایک حکومت کی آڑ میں آکر اس قدر پُر اُمید نہ ہوجائیں کہ ان کے اوقافی اداروں،مساجد،مدرسوں اور خانقاہوں کے تحفظ کیلئے کوئی حکومت آگے آئیگی اور حکومتوں کا بھروسہ ہی کیا کیا جاسکتا ہے،آج یہ اِدھر تو کل اُدھر کا رخ کرتے ہیں۔کبھی ہندوتوا کی مخالفت کرتے ہیں تو کبھی نرم ہندوتوا کی تائید میں اُتر آتے ہیں،مسلمانوں نے اب تک ایسے ہی دھوکہ کھایا ہے۔سیاستدانوں کی چکنی چپٹی باتوں پر بھروسہ کرتے ہوئے کبھی اپنے مستقبل کو مستحکم بنانے کی فکر نہیں کی،جس وقت مسجدوں،مدرسوں کے دستاویزات کو مضبوط کرانے کا موقع ملا تھا،اُس دوران تو مسلمانوں نے یہ کہہ خاموشی اختیار کرلی تھی کہ ہماری حکومت ہے،ایسے میں ہم پر کون انگلی اٹھائے گا؟کس کے پاس دم ہے کہ مسلمانوں کی مسجدوں پر آنکھ اٹھا کر دیکھے؟۔اس طرح کے اوور کانفیڈنس بیانات نے مسلمانوں کو آج بیچ چوراہوں پر لا کھڑا کیا ہے،جہاں پر نہ حکومتیں ان کی سن رہی ہیں،نہ عدالتوں میں ان کی چل رہی ہے۔اس وقت بھی مسلمانوں کی مسجدیں،مدرسے ایک طرح سے غیر محفوظ ہیں،مسلمان اپنی عبادت گاہیں تو عالیشان،زبردست وخوبصورت بنالیتے ہیں مگر ان عبادت گاہوں اور درسگاہوں کو تحفظ فراہم کرنے کیلئے نہ ان کے دستاویزات درست ہوتے ہیں،نہ ہی ان کی آمدنی کا حساب وکتاب کا کوئی پتہ ہوتا ہے۔آج جو مسجدیں تعمیر کی جارہی ہیں،تیس چالیس سال بعد یہ قدیم مسجدیں کہلائیں گی،اُس وقت بھی ملک میں حالات مزید فتنہ برپانے والے ہونگے،تو کیا اُس وقت کی نسلیں ان مسجدوں کو بچائیں گی؟

ضرورت اس بات کی ہے کہ آج جو مسجدیں ہمارے درمیان موجود ہیں،اُن مسجدوں کو تحفظ فراہم کرنے کیلئے قانونی طور پر تیاری کرنی ہوگی۔دوسری اہم بات یہ ہے کہ مسلمان اپنی نسلوں کو صرف پیسہ کمانے کی دوڑ لگانے کے بجائے ایسے شعبوں میں نمائندگی کرنے کیلئے تیار کریں،جس میں عدلیہ،انتظامیہ اور میڈیا شامل ہے،جب تک ان تینوں شعبوں میں مسلمانوں کی معقول نمائندگی نہیں ہوتی،اُس وقت تک ہم غیروں سے انصاف کی اُمید نہیں رکھ سکتے۔گذشتہ دنوں کیرلا کے مرکز میں تعلیم حاصل کرنیوالے پچاس سے زائد طلباء نے وکالت کی ڈگری حاصل کرتے ہوئے وکالت کے پیشے کو اختیار کیا ہے،یہ وکلاء مدرسوں کے فارغین ہیں اور مستقبل کو دیکھتے ہوئے اے پی استاد کے ماتحت چلنے والے ان مدرسوں سے فارغ ہونیوالے یہ نوجوان وکیل بن چکے ہیں۔

وہیں دوسری جانب مسلمانوں کے دوسرے مدارس میں قابل اور باصلاحیت طلباء کے ہوتے ہوئے بھی یہ طلباء فراغت حاصل کرنے کے بعد یا تو محض امامت وتدریس کے شعبے سے جڑ جاتے ہیں یا پھر معمولی پیشوں کو اختیار کرلیتے ہیں۔جس طرح کی صلاحیت فارغین مدارس میں ہوتی ہے وہ صلاحیتیں شاید ہی دوسرے طلباء میں ہوتی ہے۔اسلام صرف مسجدوں اور مدرسوں تک محدود نہیں ہے بلکہ اسلام زندگی کے ہر شعبے میں موجود ہے،جب تک مسلمانوں کی نمائندگی سماج کے تمام شعبوں میں دینداروں کے ذریعے سے نہیں ہوتی،اُس وقت تک اچھے سماج کی بنیاد رکھنا ممکن نہیں ہے۔لہٰذا مسلمانوں کو پہلے تو اپنی مسجدوں،مدرسوں اور اوقافی اداروں کے دستاویزات کو درست کرنے کی پہل کرنے کیلئے آگے آنا چاہیے،دوسرا کام دیندارا اور فارغینِ مدارس کے علاوہ مسلمانوں کی نئی نسل سماج کے ہر شعبے میں قیادت کیلئے آگے آئے۔

<u>معاملہ نمبر ۱۹/۴۵۹۵/۱۴۴۵ھ</u>

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ مصطفیٰ نگر سہرسہ)

ترانہ خاتون بنت محمد اقبال مقام نولکھا وارڈ نمبر ۹ رڈاکخانہ بریاہی بازار،ضلع سہرسہ۔فریق اول

بنام

محمد اسرائیل ولد محمد شفیع شاہ مقام بشن پور ڈاکخانہ بکھرا خاص ضلع دیوریا یوپی۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

اس معاملہ میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف ایک سال سے غائب ولا پتہ ہونے اور نان ونفقہ وجملہ حقوق سے محرومی کی بناء پر ذیلی دارالقضاء امارت شرعیہ مصطفیٰ نگر سہرسہ میں فسخ نکاح کا مطالبہ کیا ہے،لہٰذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ کو دیں ، اور آئندہ تاریخ سماعت ۲۴ رشوال المکرّم ۱۴۴۵ھ مطابق ۴ رمئی ۲۰۲۴ء روز سنیچر پر آپ خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹ ربجے دن مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہٰذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔فقط۔قاضی شریعت

<u>۵۱/۱۱۴۱۸/۱۴۴۵ھ</u>

(دارالقضاء مدرسہ رحمانیہ سوپول)

فرحت پروین بنت محمد صدر عالم مقام للچہ ڈاکخانہ تیلوا ضلع سہرسہ..حال مقام کوٹھراؤں ضلع دربھنگہ۔فریق اول

بنام

محمد امان ولد محمد شکیل مقام نامعلوم ڈاکخانہ نامعلوم ضلع نامعلوم صوبہ یوپی۔۔۔۔۔۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

اس معاملہ میں فریق اول نے آپ کے خلاف تقریباً ڈیڑھ سال سے غائب ولا پتہ ہونے اور جملہ حقوق بشمول نان ونفقہ سے محرومی کی بناء پر ذیلی دارالقضاء امارت شرعیہ مدرسہ رحمانیہ سوپول دربھنگہ میں فسخ نکاح کا مطالبہ کیا ہے،لہذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ کو دیں،اور آئندہ تاریخ سماعت ۲۶ رشوال المکرّم ۱۴۴۵ھ مطابق ۶ رمئی ۲۰۲۴ء روز سوموار کو آپ خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹ ردن مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔فقط قاضی شریعت

<u>۲۸/۱۹۴۱/۱۴۴۵ھ</u>

(دارالقضاء گواپوکھر مدھوبنی)

روبینہ خاتون بنت محمد علی مقام قضیاہی ٹولے قضیانہ،ڈاکخانہ بینتا،ضلع مدھوبنی۔۔۔۔فریق اول

بنام

ابراہیم احمد ولد محمد احمد گاندھی دھام کچاڈاکخانہ گوپال پور، گجرات۔۔۔۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

اس معاملہ میں فریق اول نے آپ کے خلاف تقریباً ایک سال سے غائب ولا پتہ ہونے اور جملہ حقوق بشمول نان ونفقہ سے محرومی کی بناء پر ذیلی دارالقضاء امارت شرعیہ گواپوکھر ضلع مدھوبنی میں فسخ نکاح کا مطالبہ کیا ہے،لہذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ کو دیں ، اور آئندہ تاریخ سماعت ۲۰ رشوال المکرّم ۱۴۴۵ھ مطابق ۳۰ راپریل ۲۰۲۴ء روز منگل کو آپ خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹ ردن مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں ۔واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہےفقط۔قاضی شریعت

دعاء مغفرت

گزشتہ ۴ رمارچ ۲۰۲۴ء روز سوموار امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ کے سابق مبلغ حضرت مولانا مسعود صاحب رانی پور، مدھوبنی کا انتقال ہوگیا ، انا للہ وانا الیہ راجعون، امارت شرعیہ کے نائب ناظم مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی نے ان کے گھر پہونچ کر مرحوم کے اہل خانہ سے ملاقات کر اظہار تعزیت کی اور تسلی کے کلمات کہے،اللہ پاک مرحوم کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے،آمین

Scanned with CamScanner

بقا اور وجود کا مسئلہ

ڈاکٹر امتیاز احمد (صدر شعبہ اردو)

آج عالمی پیمانے پر ہر طرف بدامنی اور ظلم اور ناانصافی کا بول بالا ہے۔ ہمارے ملک میں دیکھا جائے تو ظلم اور ناانصافی (Climex) خود پر ہے، حاکم وقت کی طرف سے ہر روز ہماری قوم کی بربادی کے لئے پلاننگ آئی۔ٹی۔سیل۔ مقرر کردیا گیا ہے۔ جوگی آدتیہ ناتھ یو۔پی۔ کا اقتدار سنبھالتے ہی مسلمانوں کے بارے میں کہا تھا ''مسلمانوں کی بربادیوں کے چرچے آسمانوں میں ہیں اور مسلمان بے خبر ہیں''۔

جس ملک کا حکمراں اتنا بڑا متعصب ہو کے چناوی عام سبھا میں برجستہ ایک فرقہ کو ابھارنے کیلئے بولے کے رمضان اور عید میں مسلمانوں کو بجلی ملے اور ہندو کو نہیں شمشان اور قبرستان کے ساتھ ساتھ ایک فرقہ کو اکسانے کے لئے دنگائیوں کو اس کے کپڑے یعنی لنگی، قمیض اور ٹوپی داڑھی سے پہچاننے کی بات کرے۔ اللہ رحم کرے ایسا پرآشوب زمانہ آزادی کے بعد سے آج تک ہم لوگوں کو دیکھنے اور جھیلنے کو نہیں ملا۔ آج ہم پرسکون انداز میں ٹوپی، کرتی، پائجامہ پہن کر سفر نہیں کر سکتے ہیں۔ ٹرین میں ہمیں بے قصور مسلمان جان کر گولیوں سے بھون دیا جاتا ہے۔ سرے عام سڑک پر ہمیں جے شری رام کا نعرہ لگوایا جاتا ہے۔ ہماری بہو بیٹیوں کو فیس بک اور انسٹاگرام پر سرکاری پراپرٹی کے طور پر استعال کرنے کی بات کہی جاتی ہے، اب سوچئے ہم کہاں جارہے ہیں سیاسی۔ سماجی۔ ملکی اور اقتصادی طور پر ہم کتنے پچھڑتے جارہے ہیں ہمارے ساتھ کس طرح اچھوت سمجھ کر بھید بھاؤ کیا جارہا ہے، CAA اور NRC کے نفاذ کے بعد ہمیں نہ سیاست میں جگہ ملے گی نہ ملک میں امن اور سکون سے رہنے دیا جائے گا۔ سماجی بائکاٹ کر کے ہمیں شودر، ہریجن، ملیچھ سے بھی بدتر زندگی جینے پر مجبور کردیا جائے گا، اقتصادی طور پر ہمیں اتنا کمزور کردیا جائے گا کہ نہ نوکری ہمیں ملے گی اور نہ کوئی ہمیں اپنے گھڑوں یا کاروبار میں روزگار دیگا نہ کوئی دوکان مکان کرایہ پر دیگا نہ کوئی ہمارے یہاں سے سودا سلف کریگا۔ ہمارے دوکان سے کوئی سامان اناج، ساگ سبزی، پھل وغیرہ خریدیگا اتنا نفرت کروادیا جائے گا روٹی، کپڑا اور مکان زمین جائداد سب ہم سے چھین کر زندہ لاش بنادیا جائے گا۔ ہمارے بچوں کو دہشت گردی کے نام پر اور وطن سے غداری کے نام پر اٹھالیا جائے گا۔ ہزاروں معصوم اور بے قصور بچوں کو ماب لانچنگ کر موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ اور ہم تماشائی بن کر دیکھتے رہے آخر ہم اتنے بے بس کیوں ہوگئے کیوں ہمارا عقل سلیم ہم سے ہمارے پروردگار نے چھین لیا سب کچھ آنکھوں کے سامنے دیکھ کر بھی نابینہ اور اندھا بن گئے سونچا دوسروں کے بچوں کے ساتھ ہورہا ہے ہمارا بچہ تو محفوظ ہے نہیں دھیرے دھیرے بھیڑیا سب کو نگل جائے گا۔ مرغا والے کے یہاں مرغے کے کھوپ میں دیکھا ہوگا مرغا کاٹنے والا کھوپ سے ایک ایک مرغا کو نکال کر کاٹتا ہے۔ تو باقی مرغا سمجھتا ہے کہ ہم بچ گئے نہیں سب کے سب کاٹ دئے جاتے ہیں۔ حجاب۔ آذان۔ گھر واپسی۔ لو جہاد کے بعد اب لینڈ جہاد۔ اب ٹھنڈے دماغ سے سونچیں ہم سے ہماری مسجدیں، خانقاہیں، درگاہیں، قبرستانیں، مدرسے سب چھین لیئے جائینگے تو ہم لوگ زندہ رہ کر کیا کرینگے۔ ہمارے سامنے ہمارے گھر ہمارے کاروبار کو نذر آتش کر بلڈوزر چلا دیا جاتا ہے ہماری بہو بیٹی بیوی بال بچے سب کو میرے سامنے بے حرمت کرکے مارا اور کاٹا جائیگا تب ہم خواب خرگوش سے جاگیں گے۔ آج ہم لوگ اپنے اسلاف کو بھول گئے انکی قربانیوں کو بھول گئے کتنی محنت مشقت سے علمائے دین، بزرگانے دین اولیائے اللہ کی محنتوں اور کاوشوں سے یہ دین ہم تک پہنچا۔ جس کو ہم امت مسلمہ قدر نہیں کر سکے جس دین کو ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف 23 سالوں میں پوری دنیا میں پھیلا کر اسلام کا جھنڈا گاڑ دیئے کاش ہم لوگ اس کو سنبھال کر رکھتے۔ آج ہم قبلہ اول مسجد اقصیٰ کو بھی 57 مسلم ممالک رہتے ہوئے بھی نہیں حاصل کررہے ہیں۔ جس مسجد اقصیٰ (بیت المقدس) میں ہمارے نبیوں کے سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے سارے انبیاء علیہ السلام کی امامت کی، مسجد اقصیٰ دو مرتبہ فتح ہوئی ایک بار حضرت عمر فاروق ؓ کے دور خلافت میں اور دوسرا سلطان صلاح الدین ایوبی کے دور میں۔

مسجد اقصیٰ فتح کرنے کے بعد سلطان پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے ہچکیاں بندھ گئی اور بولے پروردگارے عالم یہ خوشی کے آنسو نہیں دکھ کے آنسو ہیں۔ آج بیت المقدس ہمارے قبضے میں ہے کل پھر ہمارے ہاتھ سے نکل جائے گا اور نکل گیا۔ اور اب تک پھر کوئی سلطان صلاح الدین ایوبی اس روئے زمین پر پیدا نہیں ہوا۔ آج غزہ اور فلسطین میں نہتے اور بے قصور مسلمان بچے بوڑھوں مردوں عورتوں کو 30/ہزار سے اوپر اسرائیلی فوجیوں کے ذریعہ اجتماعی قبروں میں زمین دوز کردیا گیا اور سعودی عرب سمیت کل 57/مسلم ممالک کے بادشاہ اپنی عیش پرستی میں مبتلا رہ کر سسکتی ہوئی انسانیت اور مٹتی ہوئی قوم اور بے دخل ہوتے ہوئے مسجد اقصیٰ کو نہیں بچا پارہے ہیں۔ لعنت ہو ایسی زندگی پر اور لعنت ہو ایسی دنیا پر جس کے جگمگاہٹ اور چکا چوندھ میں گم ہو کر آخرت کو بھول کر دنیا میں ڈھل گئے ہیں۔ اور اپنے آپ کو بھول کر دنیا کی رنگینی میں اس قدر کھو گئے ہیں جیسے ہمیں مرنا ہی نہیں ہے، کل بروز محشر ہم سبھوں سے پروردگار عالم پوچھیں گے کہ ہم نے تمہیں خیرو امت بنا کر بھیجا تھا (امر بالمعروف وتن ھون عن المنکر) ہم نے تمہیں بھلائی کا حکم اور برائی سے رکنے کا حکم دیا تھا ہم کیا جواب دینگے آج ہم نے اپنے معاشرے میں اس قدر بے شمار برائیاں اور غلط رسم ورواج پال رکھے ہیں خدا کی پناہ۔ شادی بیاہ منگنی اور Birthday کے نام پر صرف اور صرف نام ونمود کے لئے غیر مسلموں کی طرح لاکھوں کڑوروں روپیہ میں آگ لگادیتے ہیں کل میدان حشر میں زرہ زرہ برابر کا حساب دینا ہوگا، وہاں ہمیں کوئی نہیں بچا پائیگا، کلام پاک کی تفسیر پڑھئے قوم عاد، قوم لوط، قوم نوح، قوم ثمود۔ ان سبھی قوموں کے اندر گھٹی تک برائیاں بھر گئی تو اللہ پاک نے اس قوم کو ایک سرے سے صفحہ ہستی سے مٹا ڈالا، ہمیں امہ سابقہ کے حالات سے سبق لینا چاہئے۔ آج ہم ہندستانی مسلمانوں کو نفسیاتی مریض (Psychiatric Patient) بنا ڈالا اس قدر گھیرابندی کر زم چارہ اور میمنا بنا کر زندگی اجیرن کردیا۔ خدا کی پناہ اللہ نے جس کو بصیرت دیا ہے وہ بخوبی سمجھ سکتا ہے۔ اور آنے والے کل کو چل چتر سنیما کے پردے پر اپنے ماتھے کے دونوں آنکھوں سے بخوبی دیکھ رہا ہے، بہرے حال ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم ہمت نہ کھوئیں۔ خیر اور شر دونوں میں مومن کے بھلائی کے لئے راز پوشیدہ ہے۔ اللہ پر بھروسہ رکھیں ایمان اور اعتقاد پر زندگی گزاریں اللہ پاک دنیا میں رکھے تو ایمان پر۔ اور خاتمہ بالخیر کریں تو ایمان پر۔ زندگی میں تو صرف ایک بار ہی موت ہونی ہے موت مومن کے لئے بہترین تحفہ ہے۔ ڈرنا تو بزدلوں کا کام ہے۔ ذلت کی سو سالہ زندگی سے بہتر ہے عزت کی ایک دن کی موت۔

ظلم کی رات چاہے کتنی بھی کٹھن ہو☆ ☆☆ ایک نہ ایک دن صبح ضرور ہوتی ہے

حماد، شداد، فرعون، ابلیس، ہٹلر سب مٹ گئے دنیا سے ہٹلر جیسے اپنی موت آپ مرا تھا ان شاء اللہ اسکا بھی The End ایسا ہی ہوگا۔ شرط ہے اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چلنا ہوگا ہماری تاریخ بہت روشن اور تابناک رہی ہے جس پر چل کر ہم پھر سے اپنا کھویا ہوا مقام اور مرتبہ حاصل کرسکتے ہیں۔

اسلامی ماحول میں معیاری انجینئرنگ کی تعلیم کا مرکز "مولانا مختار احمد ندوی ٹیکنیکل کیمپس"

جامعہ محمدیہ منصورہ: مغربی ہندوستان کی دینی و عصری تعلیم کی عظیم درس گاہ

مغربی ہندوستان کے صوبہ مہاراشٹر میں مشہور صنعتی شہر مالیگاؤں میں واقع جامعہ محمدیہ منصورہ علم وفن کا عظیم الشان مرکز ہے، 1975 کے اوائل میں مولانا مختار احمد ندوی رحمہ اللہ ورفقائے کار نے اس علمی مرکز کو قائم کرنے کی سعی اور آج عصری علوم کا مثالی ادارہ ہے، یہاں کی تہذیب اور ثقافت مسلم امت کی آفاقی شان وشوکت میں اضافے کا باعث ہے، مولانا مختار احمد ندوی کے انتقال کے بعد ادارے کی باگ ڈور مولانا ارشد مختار ندوی کے حصے میں آئی، انہوں نے اس ادارے کو نئی زندگی دینے میں کوئی دقیقہ باقی نہیں رکھا، بطور مثال عرض کرتے چلیں کہ اس وقت IIT, NIT, ICT, Delhi AMU, JMI کے علاوہ ورلڈ کی ٹاپ رینک کنگ سعود یونیورسٹی (کے ایس ایو) سے تعلق رکھنے والے ماہرین علم وفن جامعہ محمدیہ منصورہ سے منسلک ہیں۔

شعبہ انجینئرنگ میں مولانا مختار احمد ندوی ٹیکنیکل کالج تیزی سے ترقی کر رہا ہے، ملک کے مختلف مشہور آئی ٹی کالجز سے ماہرین کو اس ٹیکنیکل کالج میں طلبہ کے لیے رکھا گیا ہے، دہلی، ممبئی، پونے، بنگلور بہار اور چنئی جیسے شہروں سے کوالیفائیڈ پروفیسرز اور لیکچررز اس ادارے میں کوالیٹی ایجوکیشن کے قوانین پر عمل کرتے ہوئے طلبہ کو پڑھا رہے ہیں تاکہ مستقبل کیلئے باصلاحیت اور قابل افراد تیار کیے جائیں، جامعہ محمدیہ منصورہ صرف ایک طالب علم کو فراغت نہیں دیتا؛ بلکہ اس ملت اور اس ملک کو باعزت تعلیم یافتہ اور کارآمد شہری بھی فراہم کرتا ہے۔

حکومت ہند نے ابتدائی، ثانوی اور ثلاثی تعلیم کے بعد پیشہ وارانہ اور غیر پیشہ وارانہ کورسیز کیلئے جو خطوط وضع کئے، ان کی مکمل پاسداری جامعہ محمدیہ منصورہ کیمپس میں کی جاتی ہے، 1975ء میں جب ادارہ معرض وجود میں آیا تو سینٹرل پلاننگ کمیشن کی سفارشات کے تحت مرکزی وزارت تعلیم نے تعلیمی پالیسیاں بنائی تاکہ معیار تعلیم بہتر ہوسکے، حکومت وقت کی اس پہل کو محسوس کرتے ہوئے اس سے استفادہ جامعہ محمدیہ منصورہ کیا، محمدیہ طبیہ کالج کی بنیاد ڈالنے کی جدوجہد شروع کی گئی اور آج محمدیہ طبیہ کالج کا نام پوری دنیا میں اس لیے بھی گونج رہا ہے کہ کووڈ-19 کی وبا کے دور میں اس طبی ادارے نے ''منصورہ کاڑھا'' بنا کر عوام الناس کیلئے صحت وقوت مدافعت کا کامیاب نسخہ پیش کردیا۔ 2020ء میں کورونا کی وبا پھیلی تو سرکاری انتظامیہ کے پاس انتظامات کی کمی تھی، ایسے نازک حالات میں محمدیہ طبیہ کالج کی عمارتیں قرنطیہ بن گئیں، میڈیکل کالج کورونا کے مریضوں کیلئے کووڈ کیئر سینٹر میں تبدیل ہوگیا، اتنا ہی نہیں گرنا ندی کے کنارے پرآباد ہزاروں خاندانوں کو بلاتفریق مذہب وملت غذائی اجناس اور نقد امداد تقسیم کاری اس ادارے اور خصوصا مولانا ارشد مختار ندوی کی جانب سے کی گئی، محمدیہ طبیہ کالج کا "منصورہ کاڑھا" حکومت مہاراشٹر اور بھارت سرکار کیلئے کورونا کی جنگ میں مددگار ثابت ہوا، محمدیہ طبیہ کالج کے ہزاروں فارغین (بی یو ایم ایس ڈاکٹرس) نے کووڈ کی جنگ میں مثالی خدمات انجام دی ہیں۔

آفاق اکیڈمی، المختار اکیڈمی، اسماء خاتون جونیئر کالج، عائشہ صدیقہ اسلامی کالج (برائے طالبات)، کالج آف عربک لینگوتیج اینڈ اسلامک اسٹڈیز، معہد عثمان بن عفان لتحفیظ القرآن الکریم، ایم ایم اے این ٹی سی عبداللطیف علی الشایع فیکلٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی، ایم ایم اے این ٹی سی لولوۃ یوسف بودی پالی ٹیکنیک، ایم ایم اے این ٹی سی سیمنس سینٹر آف اکسیلینس، محمدیہ طبیہ کالج اور السایر ہاسپٹل جامعہ کی نگرانی میں جاری وساری ہیں، مستقبل کے عزائم میں فارمیسی کالج، لاء کالج، ایڈوانس ٹریننگ سینٹرز، آٹونومس یونٹس اور پروفیشنل اینڈ مینجمنٹ کورسیز کی شروعات کے لیے پیش رفت ہورہی ہے، مختلف ترقی یافتہ یونیورسٹیز سے الحاق واشتراک کیلئے جامعہ کی انتظامیہ کوشاں ہے، آج ضرورت اس بات کی ہے کہ ملت اسلامیہ اس ادارے سے استفادہ کیلئے آگے بڑھے، جہالت کی تاریکیوں کو ختم کرنے کی لیے علم وعرفاں کے اجالے کو پھیلانا ضروری ہے، جامعہ محمدیہ منصورہ ملی اور قومی سرمایہ ہے، اس عظیم الشان سرمائے سے استفادہ کرنا آپ کا حق ہے اور اس کا تحفظ اور اس کی ترقی کیلئے ہم سب کو اجتماعی طور سے مخلصانہ سطح پر کوشش کرنا فرض ہے۔

Scanned with CamScanner

طب وصحت

نزلہ اور زکام سے بچاؤ کے فطری طریقے

حکیم نیاز احمد ڈیال

اگر نزلہ زکام کو موجودہ دور کی سب سے نقصان دہ بیماری کہا جائے تو کچھ غلط نہیں ہوگا، کیوں کہ طبی ماہرین کے نزدیک نزلے کا بروقت اور مناسب سد باب نہ کیا جائے تو یہ کئی موذی اور تکلیف دہ عوارض کو بدنِ انسانی پر مسلط کرنے کا ذریعہ بن کر تندرستی اور صحت مندی کو کھا جاتا ہے۔

نزلے کے اثرات : مسلسل نزلہ رہنے سے قبل از وقت بالوں کا سفید ہونا عام دیکھا جاسکتا ہے،قوت بصارت میں کمی کا سبب بن کر زندگی کی رنگینیوں اور رونقوں کو مدھم کردیتا ہے، دماغی صلاحیتوں اور قابلیتوں پر اثر انداز ہوکر کامیابیوں کے حصول کو مشکل تر کردیتا ہے،متواتر گلے میں لیش دار رطوبتوں کے گرتے رہنے سے آواز کی خوبصورتی میں بگاڑ پیدا ہوجاتا ہے،آدمی کسی محفل میں پرسکون ہوکر بات کرنے سے قاصر رہنے لگتا ہے، ہروقت کھنکورے مارنے کی عادت اسے نفسیاتی مریض بنادیتا ہے،اعصابی وعضلاتی ضعف لاحق ہوکر انسان کو وقت سے پہلے بڑھاپے کی دہلیز پر لا کھڑا کرتا ہے۔

نزلے کے اقسام :نزلے کی کئی اقسام ہوتی ہیں:نزلہ بارد یعنی سردی کی زیادتی سے ہونے والا نزلہ،نزلہ حار یعنی مزاج میں گرمی بڑھ جانے کی وجہ سے نزلے کا لاحق ہوجانا، دائمی یا مستقل رہنے والا نزلہ جسے عوام الناس کیرا بھی کہتے ہیں، یہی سب سے زیادہ خطرناک ہے،وبائی نزلہ زکام اکثر وبیشتر موسم بدلتے ہی حملہ آور ہوتا ہے اوراس کی زد سے کوئی خوش نصیب ہی بچ جاتا ہے،وبائی زکام جسے عرف عام میں فلو بھی کہا جاتا ہے، ایک وائرل مرض ہے، جو چھوت کی شکل میں ایک فرد سے دوسرے کو منتقل ہوتا ہے، وبائی زکام یا نزلے کو ہم میعادی بھی کہہ سکتے ہیں اور یہ عام طور پر ۱۰ سے ۱۵؍ایام میں خود بخود ہی ٹھیک ہوجاتا ہے، زیر نظر تحریر میں ہم وبائی زکام اور نزلۂ حار سے بچنے کی تراکیب، گھریلو علاج اور غذائی تدابیر کا ذکر کررہے ہیں۔

علامات : جب زکام حملہ آور ہوتا ہے تو جسم میں ہلکے ہلکے درد کا احساس ہونے لگتا ہے، آنکھوں میں سرخی ظاہر ہونے لگتی ہے، سر میں بھاری پن اور درد محسوس ہوتا ہے، جسم میں سستی اور کمزوری کا غلبہ بڑھنے سے کسی کام کا جی نہیں چاہتا، بخار بھی ہوجاتا ہے، بھوک نہ ہونے کے برابر رہ جاتی ہے، پانی کی بار بار طلب تو ہوتی ہے، مگر پینے کو جی نہیں چاہتا، ناک اور آنکھوں سے پتلی اور خراش دار رطوبت بہتی رہتی ہے، بار بار پوچھنے کی وجہ سے ناک سرخ ہوجاتی ہے، چہرے کی رنگت میں بھی سرخی در آتی ہے۔

وجوھات :جب جسم موسمی تبدیلی کو قبول نہ کرسکے تو ردعمل کے طور پر بعض اوقات زکام کی علامات ظاہر ہونا شروع ہوجاتی ہے،متواتر تیز دھوپ اور گرمی میں کام کرنے سے بھی انسان نزلہ وزکام کی لپیٹ میں آجاتا ہے،گرم وخشک اور مرغن،تلی اور بھنی غذاؤں کا زیادہ استعمال بھی اس بیماری کو دعوت دیتا ہے،علاوہ ازیں بڑا گوشت،بینگن،دال مسور،چاول،بریانی،پلاؤ،چاکلیٹ،آملیٹ،بیکری کی مصنوعات،بازاری مشروبات اور تیز مسالے والی غذاؤں کا خوراک میں شامل کرنا بھی گرمی کے نزلے اور وبائی زکام کا باعث بنتا ہے،سگریٹ نوشی بھی نزلہ وزکام کے حملے کی راہ ہموار کرتی ہے،گرمیوں میں گرم کھانے کے ساتھ ٹھنڈا پانی پینا،ٹھنڈا پانی پی کر گرم چائے یا کافی وغیرہ کا استعمال کرنا،دھوپ میں سے آتے ہی ٹھنڈے پانی سے نہانا،زیادہ دیر تک ننگے سر دھوپ میں پھرنے سے بھی نزلہ زکام کا مرض لاحق ہوجاتا ہے۔

عمومی احتیاط :احتیاط بہتر علاج ہے؛ کے عالمگیر کلیے پر عمل کرتے ہوئے ہم خاطر خواہ حد تک نزلہ وزکام سمیت کئی دیگر موسمی اور وبائی بیماریوں سے محفوظ رہ سکتے ہیں،موسم کی تبدیلی کے مخصوص وقت سے چند روز قبل ہی اس کی مناسبت سے اپنی غذا،لباس اور رہن وسہن میں تبدیلی کرلینی چاہئے ،شہد،قادر مطلق کی ایک نعمت بے بہا ہے،اس میں حکیم کامل نے کمال قوت شفا رکھی ہے،شہد کا باقاعدہ استعمال بیماریوں کے خلاف بدن انسانی کی قوت مدافعت کو مغلوب کرتا ہے،موسم کی مناسبت سے اس کا استعمال کیا جائے تو یہ ہمیں کئی خطرناک امراض کے حملوں سے بچائے رکھتا ہے،موسم گرما میں شہد کے دو چمچے سادہ پانی میں حل کرکے اور موسم سرما میں نیم گرم پانی میں ملاکر نہار منہ پینا بے شمار فوائد کا حامل ہوتا ہے،تیز دھوپ میں ننگے سر گھومنے پھرنے سے پرہیز کریں،باہر جاتے ہوئے سر اور گردن کو ڈھانپ کر رکھیں،گرمیوں میں باہر سے آتے ہی نہانے اور ٹھنڈا پانی پینے سے اجتناب کریں۔

گھریلو تراکیب :نزلے کے اچانک حملہ آور ہوجانے کی صورت میں درج ذیل جوشاندہ بنا کر ۲ اور ۳ خوراکیں پینے سے ہی اس کی تکلیف دور ہوجاتی ہے،گل بنفشہ ۱۰ گرام،گاؤزبان ۵ گرام،لہسوڑیاں ۳ گرام،تینوں اجزاء کو ۲ کپ پانی میں پکا کر حسب ضرورت چینی ملاکر ۴ گھنٹے کے وقفے سے ایک ایک کپ پی لیں۔گل بنفشہ ۱۰ گرام،گل سرخ ۱۰ گرام،برگ گاؤزبان ۱۰ گرام،اسطوخودوس ۱۰ گرام،چھلکا ہرڑ زرد ۱۰ گرام سب اجزاء کو باریک پیس کر ہم وزن مصری ملا کر رکھیں،۳ گرام خوراک دن میں ۳ بار سادہ پانی سے استعمال کریں،اس سفوف کو حفظ ماتقدم کے طور پر بھی استعمال کیا جائے تو کافی حد تک نزلے اور زکام کے حملے سے بچت ہوجاتی ہے،علاوہ ازیں درج ذیل شربت کا متواتر کئی روز تک استعمال آپ کو دائمی نزلے سے بھی نجات دلا دے گا،املتاس ۱۵ گرام، ملٹھی ۱۰ گرام،گاؤزبان ۱۰ گرام،سپستاں ۱۰ گرام،عناب ۱۰ عدد، تمام اشیاء کو ۲ کیلو پانی میں پکائیں، جب عرق 2/1 کیلو رہ جائے تو ار کیلو چینی میں قوام بنا کر ٹھنڈا ہونے پر صاف اور خشک بوتل میں محفوظ کرلیں،صبح،دوپہر اور شام میں قبل طعام ۲؍چمچے کھانے والے پیتے رہیں۔

ادویاتی علاج:نزلہ وزکام سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لیے روایتی دواساز اداروں نے بے شمار ادویات تیار کررکھی ہیں،ان میں چند بہ آسانی دستیاب ہونے والی تحریر کی جاتی ہیں،اگر نزلہ گرمی کی زیادتی سے ہو تو درج ذیل طبی مرکبات کے استعمال سے بہتر نتائج حاصل ہوتے ہیں،خمیرہ خشخاش،خمیرہ بنفشہ،خمیرہ ابریشم،گاؤزبان سادہ،لعوق سپستاں،لعوق خیارشنبر،نزلی،اطریفل اسطوخودوس،اطریفل زمانی،اطریفل کشنیزی وغیرہ،علاوہ ازیں جوشاندے اور شربت وغیرہ بھی بازار میں وافر مقدار میں پائے جاتے ہیں،جنہیں استعمال کرکے اس مرض سے جان چھڑائی جاسکتی ہے،گندم کے آٹے سے نکالے گئے پھوک کو پانی میں ابال کر اس کی بھاپ لینا بھی نزلہ وزکام سے نجات دلاتا ہے،بلغمی مزاج والے افراد لونگ یا دارچینی کو بطور قہوہ استعمال کریں تو بھی انہیں افاقہ ہوگا۔

غذائی پرھیز : گرم،محرک،مرغن اور تلی ہوئی اشیاء سے پرہیز برتیں، بڑا گوشت، بینگن،دال مسور،ضرورت سے زائد چائے،کافی، قہوہ وغیرہ سے بھی اجتناب کریں،ٹھنڈے مشروبات،بیکری مصنوعات، چاول، چکنائیاں، چاکلیٹ،مٹھائیاں اور تیز مسالوں والی غذاؤں سے مکمل پرہیز کیا جائے، ہاں البتہ دیسی چوزے کا یخنی نما شوربہ اور بغیر چربی والے بکرے کے گوشت کی تری زکام اور نزلے سے جلد جان چھڑانے میں خاطر خواہ حد تک ممد ومعاون ثابت ہوتے ہیں،دوران بیماری ہلکی پھلکی غذائیں کھائیں، کھچڑی، جو کا یا گندم کا دلیا استعمال کریں تو بہت ہی مناسب ہوگا،اس کے علاوہ پھلوں کے رس یا پھلوں کا استعمال بھی مفید ہوتا ہے،اگر گھریلو تراکیب آزمانے کے باوجود علامات برقرار ہیں تو کسی ماہر معالج سے رجوع کریں۔

هفتۂ رفتہ

راشد العزیری ندوی

مودی حکومت پر سائنسی مزاج کی اہمیت کو کم کرنے اور جھوٹے بیانیے کو فروغ کا الزام

100 سے زائد سائنسدانوں نے سائنس اور شواہد پر مبنی سوچ کے تئیں ہندوستانی حکومت کے 'مخالفانہ موقف' اور اس کے 'جھوٹے بیانیے، بے بنیاد نظریات اور ہندوستان کے اکثریتی نظریے کی پیروی کرنے کے لیے مذہبیت کا لبادہ اوڑھنے کی حمایت کی مذمت کی ہے۔ دی ٹیلی گراف کے مطابق، سائنسدانوں نے حکومت پر 'کئی طرح سے' اس طرح کے حملوں میں رول ادا کرنے کا الزام لگایا ہے جو عوام میں سائنسی رویوں کو مجروح کرتے ہیں، انہوں نے اکیڈمک کمیونٹی، بیوروکریسی اور سیاسی طبقے سے آئینی اقدار کے تحفظ میں مدد کرنے کی اپیل کی ہے۔(دی وائر 2024/03/04)

عدالتی کارروائیوں کے دوران مذہبی رسومات بند ہونی چاہئیں

سپریم کورٹ کے جج جسٹس ابھے ایس اوکا نے عدالتی کاموں کے دوران مذہبی رسومات کو ختم کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ آئین کو نمن کرنا بہتر ہے۔جسٹس ابھے ایس اوکا نے مشورہ دیا کہ سیکولرازم جیسا کہ دستور ہند میں تصور کیا گیا ہے کو فروغ دیا جانا چاہیے اور اس لیے عدالت سے متعلق واقعات کا آغاز آئین کے تمہید کی کاپی کے سامنے جھک کر کیا جاسکتا ہے۔انہوں نے کہا کہ ڈاکٹر امبیڈکر نے ہمیں ایک مثالی آئین دیا ہے جس میں سیکولرازم کا ذکر ہے۔ ہمارا عدالتی نظام بھلے انگریزوں نے بنایا ہو لیکن یہ ہمارے آئین کے تحت چلایا جاتا ہے۔انہوں نے کہا،'' کبھی کبھی ججوں کو ناگوار باتیں کہنا پڑتی ہیں۔ میں کچھ ناگوار بات کہنے جا رہا ہوں۔ مجھے لگتا ہے کہ ہمیں عدالتوں میں پروگراموں کے دوران پوجا ارچنا بند کردینی چاہیے۔اس کے بجائے، ہمیں آئین کی تمہید کی تصویر رکھنی چاہیے اور کسی بھی پروگرام کو شروع کرنے کے لیے اسے سلام کرنا چاہیے۔

دہلی کی خواتین کو ماہانہ ہزار روپے دینے کا کیجریوال حکومت کا اعلان

دہلی کی عام آدمی پارٹی حکومت نے بجٹ اجلاس کے دوران خواتین کے لیے ایک اہم اعلان کیا ہے۔دہلی حکومت کی وزیر آتیشی نے بجٹ تقریر کرتے ہوئے اعلان کیا کہ کیجریوال حکومت اب 18 سال سے زیادہ عمر کی ہر خاتون کو ہر مہینے ایک ہزار روپے فراہم کرے گی۔ یہ رقم مکھیہ منتری مہیلا سمان یوجنا کے تحت دی جائے گی۔اعلان کرتے ہوئے آتشی نے کہا، دہلی کے وزیر اعلیٰ کیجریوال بڑے بھائی کا فرض نبھاتے ہوئے سال 2024-25 کے لیے ایک انقلابی منصوبہ لے کر آرہے ہیں۔ یہ غالباً 2024-25 کے بجٹ کا سب سے اہم اقدام ہے۔دہلی حکومت نے ابھی تک یہ نہیں بتایا ہے کہ اس اسکیم کو کس تاریخ سے لاگو کیا جارہا ہے، لیکن حکومت اس سال ہی اس اسکیم کو نافذ کرسکتی ہے۔

رشوت خوری کے معاملے میں ممبران پارلیمنٹ اور ممبران اسمبلی کو قانونی تحفظ نہیں

سپریم کورٹ کے سات ججوں کی بنچ نے ارکان پارلیمنٹ اور ارکان اسمبلی کے استحقاق سے متعلق کیس میں اپنا فیصلہ سنایا۔سپریم کورٹ نے 1998 کے نرسمہا راؤ معاملہ پر اپنے فیصلے کو پلٹتے ہوئے کہا کہ ارکان پارلیمنٹ اور ارکان اسمبلی کو رشوت خوری کے معاملے میں استحقاق کے تحت کوئی قانونی تحفظ حاصل نہیں ہوگا۔سپریم کورٹ کے اس فیصلے کے بعد اب اگر ارکان پارلیمنٹ ایوان میں تقریر کرنے یا ووٹ دینے کے عوض پیسے لیتے ہیں تو ان کے خلاف مقدمہ چلایا جاسکتا ہے۔یعنی اب انہیں اس معاملے میں قانونی استثنیٰ نہیں ملے گا۔1998 کے نرسمہا راؤ معاملہ میں سپریم کورٹ کی بنچ نے دو کے مقابلہ تین کی اکثریت سے طے کیا تھا کہ ایسے معاملات میں عوامی نمائندگان پر مقدمہ نہیں چلایا جاسکتا۔

مولانا آزاد ایجوکیشن فاؤنڈیشن کو بند کرنے کا معاملہ، مرکز سے جواب طلب

اقلیتی طبقہ کے طلبا کے لئے تعلیم میں معاون ادارے مولانا آزاد ایجوکیشن فاؤنڈیشن کو بی جے پی کی حکومت کے ذریعہ بند کئے جانے کا معاملہ اب دہلی ہائی کورٹ میں پہنچ گیا ہے۔ دہلی ہائی کورٹ نے کہا کہ وہ مولانا آزاد ایجوکیشن فاؤنڈیشن (ایم اے ای ایف) کو بند کرنے کے مرکزی وقف کونسل (سی ایف سی) کی تجویز کو منظور کرنے کے اقلیتی امور کی وزارت کے فیصلے کو چیلنج کرنے والی درخواست پر 7 مارچ کو سماعت کرے گا۔قائم مقام چیف جسٹس منموہن سنگھ اور جسٹس من میت پریتم سنگھ اروڑہ کی ڈویژن بنچ نے اس عرضی پر مرکزی حکومت کو اس کا موقف پیش کرنے کی ہدایت دی۔حکومتی مالی امداد سے چلنے والے ادارے ایم اے ای ایف کا مقصد مسلم کمیونٹی کے پسماندہ طبقات میں تعلیم کو فروغ دینا ہے۔

Volume:64/74,Issue:10 R.N.I.N. Delhi Regd. No.BIHURD/4136/61Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

Scanned with CamScanner

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT SHARIAH
BIHAR ODISHA & JHARKHAND

NAQUEEB WEEKLY

PHULWARI SHARIF, PATNA-801505

SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-21-23
R.N.I.N.Delhi,Regd No-BIHURD/4136/61

تم نے جو بنائے ہیں مرے عکس لہو سے
تصویر ہیں لیکن وہ دکھانے کے نہیں ہیں
(مظہر وسطوی)

کسانوں پر ظلم کیوں؟

ڈاکٹر مظفر حسین غزالی

مرکزی حکومت نے ایک طرف سابق وزیر اعظم چودھری چرن سنگھ اور زرعی سائنسدان ایم ایس سوامی ناتھن کو بھارت رتن سے نواز کر کسانوں کو پیغام دیا کہ وہ ان کے مسائل کو لے کر حساس ہے۔ مگر دوسری طرف آزاد بھارت میں پہلی مرتبہ کسانوں پر ڈرون کے ذریعہ آنسو گیس کے گولے داغے گئے۔ جن میں اب تک دو کسانوں، دو پولس اہلکاروں کی موت ہوگئی۔ ان حملوں کو کسانوں پر فضائی حملہ کہا جائے تو کوئی مبالغہ نہیں ہوگا۔ کھنوری بارڈر پر فائرنگ میں دو کسانوں کی موت اور بیس سے زیادہ زخمی ہوئے ہیں۔ روس، یوکرین جنگ اور غزہ پر اسرائیل کے ڈرون حملوں کو بین الاقوامی سطح پر تنقید کا نشانہ بنایا گیا۔ درحقیقت کسانوں پر ڈرون کے ذریعہ آنسو گیس کے حملوں کو انسانی جرم کے طور پر دیکھا جائے گا۔ جبکہ یہ کسان ہی ہیں جنھوں نے اناج اگا کر عوام کی ضرورت کو پورا بلکہ ملک کو خود کفیل بنا کر دوسرے ممالک کو برآمد کرنے کے لائق بنایا۔

افسوس اس بات کا ہے کہ جہاں ایک طرف کسان چندی گڑھ میں حکومت سے پر امن مذاکرات کر رہے تھے وہیں دوسری طرف پولس نے مختلف مقامات پر شاہراہوں کو بند کر دیا تھا۔ کسانوں کو دہلی پہنچنے سے روکنے کے لئے کنکریٹ کے بڑے بڑے پتھر رکھے گئے۔ بیریکیڈز اور کانٹوں کی دیواریں بنائی گئیں، سڑکوں میں کیلیں لگائی گئیں اور گہرے گڈھے کھودے گئے۔ لاٹھی چارج، گولیاں برسانے اور ڈرون حملے نے کئی سوالات کو جنم دیا ہے۔ کیا ہمارے ملک میں کوئی پولس یا نیم فوجی دستہ کسانوں پر فضائی حملہ کر سکتا ہے؟ کیا نگرانی کے علاوہ کسی بھی قسم کے حملے کے لئے ڈرون کا استعمال جنگ کے زمرے میں نہیں آتا؟ ڈرون کس قانون کے تحت حملوں کے لئے استعمال کیا گیا؟ کیا آنے والے دنوں میں ہر عوامی تحریک، حکومت مخالف احتجاج کو ڈرون حملوں کا سامنا کرنا پڑے گا؟ کیا کسی بھی فلاحی و جمہوری حکومت کے لئے یہ مناسب ہے۔

وزیر اعظم نریندر مودی تو زراعت کے شعبے میں انقلابی تبدیلیاں لانے کے لئے ڈرون کا استعمال کر رہے تھے، لیکن اب تو ڈرون کا استعمال کسانوں کو کچلنے اور ان کا منہ بند کرنے کے لئے ہو رہا ہے۔

احتجاج کرنے والے کسان حکومت سے فصل کی کم از کم قیمت (ایم ایس پی) مقرر کرنے کا مطالبہ کر رہے ہیں یعنی کم از کم قیمت پر فصل کی خرید کا قانون بنانے کا۔ کسان ایم ایس پی پر سوامی ناتھن کمیشن کی سفارشات کو لاگو کرنے کی مانگ کر رہے ہیں۔ جو بالکل فطری ہے، جب حکومت ایم ایس سوامی ناتھن کو بھارت رتن دے رہی ہے تو پھر ان کی سب سے اہم شفارش ایم ایس پی کو کیوں نہیں مانتی؟ 1980 میں سابق وزیر اعظم اٹل بہاری واجپئی نے کسانوں کے احتجاج کی حمایت کرتے ہوئے کہا تھا کہ ہم کسانوں کی مناسب مانگوں کی حمایت کرتے ہیں۔ اگر حکومت کسانوں کو دبانے کی کوشش کرے گی، قانون کا غلط استعمال کرے گی تو کسانوں کی لڑائی کودنے میں ہم ہچکچائیں گے نہیں۔ ہم کندھے سے کندھا ملا کر ان کے ساتھ کھڑے رہیں گے۔

وزیر اعظم نریندر مودی جب گجرات کے وزیر اعلیٰ تھے تو انہوں نے ایک ورکنگ گروپ کے چیئرمین کی حیثیت سے 2011 میں اس وقت کے وزیر اعظم منموہن سنگھ کو ایک رپورٹ پیش کی تھی، جس میں کہا گیا تھا کہ 'کسانوں کے مفادات کے تحفظ کے لئے، ہمیں قانونی دفعات کے ذریعے یہ یقینی بنانا ہوگا کہ کسان اور تاجروں کے درمیان کوئی بھی لین دین ایم ایس پی سے نیچے نہیں ہونا چاہئے۔ 2014 کے لوک سبھا کی انتخابی مہم کے دوران کئی تقاریر اور انتخابی ریلیوں میں مودی جی نے وعدہ کیا تھا کہ تمام فصلیں ایم ایس پی پر خریدی جائیں گی، جس میں سوامی ناتھن کمیٹی کے فارمولے کے مطابق تمام اخراجات اور 50 فیصد مارجن شامل ہوں گے۔ سوا دو سال قبل زرعی قوانین واپس لینے کے ساتھ کسانوں سے تین ماہ میں ایم ایس پی لاگو کرنے کا وعدہ کیا گیا تھا۔ لیکن آج تک نہ تو ایم ایس پی کا وعدہ پورا کیا گیا اور نہ ہی C-2+50 فیصد کے سوامی ناتھن فارمولے کو نافذ کیا گیا۔ 13 فروری کو راہل گاندھی نے کہا کہ اگر ملک میں کانگریس اتحاد کی حکومت بنتی ہے تو ہم فصلوں پر سوامی ناتھن کمیشن کے مطابق کسانوں کو ایم ایس پی کی قانونی ضمانت دی جائے گی۔ اور سوامی ناتھن کی رپورٹ نافذ ہوگی۔

راہل گاندھی کے اس اعلان کے بعد بی جے پی کسانوں کے مسائل پر زیادہ پھنسی نظر آ رہی ہے۔ گجرات کے وزیر اعلیٰ رہتے ہوئے نریندر مودی سوامی ناتھن کمیشن کی سفارشات کے مطابق ایم ایس پی کی حمایت کر رہے تھے، لیکن جب وہ اقتدار میں آئے تو انہوں نے سپریم کورٹ میں حلف نامہ دیتے ہوئے کہا کہ سوامی ناتھن کمیٹی کے مطابق C-2+50 فیصد کے فارمولے پر ایم ایس پی دینا ممکن نہیں ہے۔ اس معاملے کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ پہلے یہ سمجھیں کہ سوامی ناتھن کمیشن نے کس قسم کے ایم ایس پی کی حمایت کی ہے؟ حکومت ہند کی وزارت زراعت کے تحت زرعی لاگت اور قیمتوں کا کمیشن یعنی سی اے سی پی ہی ایم ایس پی کا فیصلہ کرتا ہے۔ ایم ایس پی کا مطلب ہے کم از کم سپورٹ پرائس یعنی ایم ایس پی کسانوں کو دی گئی ضمانت کی طرح ہے، جس میں یہ طے ہوتا ہے کہ کسانوں کی فصل کس قیمت پر مارکیٹ میں فروخت کی جائے گی۔ دراصل فصل کی قیمت کا فیصلہ فصل کی بوائی کے دوران ہی ہوتا ہے۔ ایم ایس پی طے ہونے کے بعد، بازاروں میں فصلوں کی قیمت گرنے کے بعد بھی، حکومت کسانوں سے مقررہ قیمت پر فصل خریدتی ہے۔ آسان الفاظ میں، ایم ایس پی کا مقصد فصلوں کی قیمتوں میں اتار چڑھاؤ کے درمیان کسانوں کو نقصان سے بچانا ہے۔

وزارت زراعت خریف اور ربیع کے موسموں سمیت دیگر موسموں کی فصلوں کے ساتھ تجارتی فصلوں پر بھی ایم ایس پی کا اطلاق کرتی ہے۔ مرکزی حکومت نے کسانوں کی فصلوں کی مناسب قیمت دینے کے مقصد سے 1965 میں زرعی لاگت اور قیمتوں کے لئے کمیشن (سی اے سی پی) تشکیل دیا تھا۔ ایم ایس پی کی شرح پہلی بار 1966-67 میں لاگو کی گئی تھی۔ سی اے سی پی کی جانب سے دی گئی سفارشات کی بنیاد پر، حکومت ہر سال 23 فصلوں کے لئے ایم ایس پی کا اعلان کرتی ہے۔ سوامی ناتھن کمیشن نے کسانوں کو ان کی فصلوں پر C2+50 فیصد کے فارمولے کے مطابق ایم ایس پی لاگو کرنے کی سفارش کی ہے۔ کسان مظاہرین مودی حکومت سے ایم ایس پی پر اسی فارمولے کو لاگو کرنے کا مطالبہ کر رہے ہیں۔

سوامی ناتھن کمیشن نے C-2+50 کے فارمولے میں فصل کی لاگت کو تین حصوں میں تقسیم کیا تھا۔ فصل کی لاگت اس کی پیداوار میں خرچ ہونے والے تمام نقدی اخراجات جیسے بیج، کھاد، کیڑے مار ادویات، کھاد، مزدوری، ایندھن اور آبپاشی کے اخراجات بھی شامل ہیں۔ اس میں کسان اور اس کے خاندان کی محنت، مزدوری، لیز پر لی گئی زمین کی قیمت اور سود پر لئے گئے قرض کو بھی مدنظر رکھا گیا ہے۔ دراصل مرکزی حکومت ایم ایس پی گارنٹی قانون سے صرف نجی شعبے کی کمپنیوں کے دباؤ میں گریز کر رہی ہے۔ جب ایم ایس پی گارنٹی قانون بن جائے گا تو نجی کمپنیاں بھی ایم ایس پی پر خریدنے کے لئے مجبور ہوں گی۔ فی الحال حکومت فصل کا کچھ حصہ ایم ایس پی پر خریدتی ہے لیکن زراعت کا بڑا حصہ نجی کمپنیاں کسان کی مجبوری کا فائدہ اٹھا کر اونے پونے داموں میں خرید کر گوداموں میں بھر لیتی ہیں۔ جو بعد میں منہ مانگی قیمت پر فروخت کرتی ہیں۔ موجودہ مرکزی حکومت سرمایہ داروں کو فائدہ پہنچانے کے لئے اس کسانوں کو ان کا حق دینے سے بچ رہی ہے۔ اسی لئے اس پر غریبوں، مزدوروں اور کسانوں کو پسماندہ کرنے کا الزام لگتا رہا ہے۔ مگر کہا یہ جا رہا ہے کہ اس سے مہنگائی بڑھ جائے گی۔ مرکزی حکومت کے اعداد و شمار کے مطابق، سال 2020 میں ملک کی زرعی پیداوار کی کل قیمت 40 لاکھ کروڑ روپے تھی۔ اس کے ساتھ 2020 میں ایم ایس پی کے تحت آنے والی فصلوں کی قیمت 10 لاکھ کروڑ روپے تھی۔ اس سال، حکومت نے ایم ایس پی پر 2.5 لاکھ کروڑ روپے خرچ کیے اور 25 فیصد فصلیں ایم ایس پی پر خریدیں۔ اب حکومت یہ دلیل دے رہی ہے کہ اگر تمام ایم ایس پی فصلوں کو خریدنا ہے تو 10 لاکھ کروڑ روپے خرچ ہوں گے۔ ایم ایس پی گارنٹی پر 10 لاکھ کروڑ روپے خرچ کرنے کی بات بالکل غلط ہے۔ فی الحال 24 فصلوں پر ایم ایس پی دیا جا رہا ہے۔

پچھلے سال 5 فصلوں کی مارکیٹ قیمت قدرتی طور پر ایم ایس پی سے زیادہ تھی جب کہ دو فصلوں کی قیمت ایم ایس پی کے برابر تھی۔ اس طرح گزشتہ سال حکومت کو 7 فصلوں کو ایم ایس پی کی شرح پر لانے میں ایک روپیہ بھی خرچ نہیں کرنا پڑا۔ ایسے میں ایم ایس پی گارنٹی ایکٹ پر 10 لاکھ کروڑ روپے خرچ کرنے کا بہانہ بنیادی طور پر نجی کمپنیوں کو بچانے کی کوشش ہے۔ درحقیقت حکومت کی اب تک کی بنیادی نیت یہی نظر آتی ہے کہ پرائیویٹ سیکٹر کو کسانوں کا استحصال کرنے کا موقع ملتا رہے۔ سوال یہ ہے کہ نجی کمپنیوں کو ایم ایس پی پر خریدنے کا پابند کیوں نہیں ہونا چاہیے؟ اگر حکومت پرائیویٹ کمپنیوں کو فائدہ پہنچانے کے الزامات سے بچنا چاہتی ہے تو اسے فوری طور پر ایم ایس پی گارنٹی ایکٹ نافذ کرنا چاہئے۔

جس وقت ہمارے یہاں کسانوں کا احتجاج شروع ہوا اسی وقت دنیا کئی ممالک میں کسان مظاہرہ کر رہے تھے۔ ان میں اسپین، جرمنی، فرانس وغیرہ قابل ذکر ہیں وہاں کی حکومتوں نے نہ کسانوں کا راستہ روکا، نہ ان پر زیادتی کی بلکہ کسانوں کے ساتھ بیٹھ کر ان کی پریشانیوں کو سنا اور اس کا حل نکالا۔ بھارت کے علاوہ دنیا کے کسی بھی ملک میں زراعت نقصان کا سودا نہیں ہے۔ امریکہ، کنیڈا وغیرہ نے تو کسانوں کو کئی طرح کی سہولیات مہیا کر رکھی ہیں۔ ہم پانچ ٹریلین معیشت اور وشو گرو بننے کا خواب دیکھ رہے ہیں لیکن جائز حق کا مطالبہ کرنے والے کسانوں پر لاٹھی ڈنڈا، ڈرون حملہ اور گولیاں برسا کر دنیا کو کیا بتانا چاہتے ہیں۔

☆ اس دائرہ میں سرخ نشان کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہوگئی ہے، فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زرتعاون ارسال فرمائیں، اور منی آرڈر کوپن پر اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں، موبائل یا فون نمبر اور پتے کے ساتھ پن کوڈ بھی لکھیں، مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر آپ سالانہ یا ششماہی زرتعاون اور بقایہ جات بھیج سکتے ہیں، رقم بھیج کر درج ذیل موبائل نمبر پر خبر کردیں۔ رابطہ اور واٹس اپ نمبر 9576507798
A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168, Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233
نقیب کے شائقین نقیب کے آفیشیل ویب سائٹ www.imaratshariah.com پر بھی لاگ ان کر کے نقیب سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ (محمد اسعد اللہ قاسمی منیجر نقیب)

WEEK ENDING-11/03/2024, Fax : 0612-2555280, Phone:2555351,2555014,2555668, E-mail: naqueeb.imarat@gmail.com, Web. www.imaratshariah.com,

نقیب قیمت فی شمارہ -/8 روپے ششماہی -/250 روپے سالانہ -/400 روپے

Print & Design by : Azimabad Printers, Patna-06 # 8434419421,9304022690

Scanned with CamScanner